

آبرو غی ما زمانہ مصطفیٰ است

ماہنامہ
آفاق
کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مبارک

سانحہ نشتر پارک

چشم کشا حقائق

غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے

تحفظ ناموس رسالت

کی تحریک زور پکڑ رہی ہے

شاہ انس نورانی

کا
استغفری؟

نبی کے غلاموں کا شہر کراچی

جشن عید میلاد النبی

مبارک ہو



خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا شایان شان جشن ولادت منانے اور
نبی کے غلاموں کا شہر کراچی مہم کی تقریبات کو کامیاب بنانے پر

ہم اہلیان کراچی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب:

شبیر ابوطالب

ناظم اعلیٰ: جمعیت علماء پاکستان کراچی

آبروئے ماہنامہ مصطفیٰ است

ماہنامہ افق کراچی

جلد 1، شماره 1، اپریل 2008ء ربیع الاول 1429ھ

مدیر اعلیٰ

السید عقیل اعظم

مدیر منتظم

میاں نیاز احمد جاوید

مدیر

قاضی احمد نورانی

مجلس ادارت

فیض رسول نورانی

محمد احمد قادری

عبدالرحمن صدیقی

سید صغیر حسین شاہ

نگران شعبہ اشتہارات

حافظ شاہد اللہ

0321-2609543

حصص ترتیب

- 2 ضیاء القرآن والحدیث
- 3 (حدیث دل) اداریہ
- 5 جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت
- 9 عید میلاد النبی اور اقوام عالم
- 11 چراغ مصطفوی و شرار بولہبی
- 14 شہدائے نشتربارک کالہو
- 17 گستاخی معاف
- 19 عدلیہ کا بحران
- 21 9 مارچ سے 9 مارچ
- 23 نگران حکومت کا تحفہ
- 25 بایکات وعدے اور چیلنجز
- 27 جائیدادیں قوت خرید سے باہر
- 28 دینی میں میوزیم کا منصوبہ
- 29 چائے تاریخ، فوائد و نقصانات

مجلس مشاورت

علامہ جمیل احمد صدیقی

علامہ اقبال اظہری

عبدالرؤف مصطفائی

ہارون الرشید

شبیر ابوطالب

اسفندیار خان

قاضی نور اسلام شمس

زر تعاون = 20 روپے

سالانہ زر تعاون = 200 روپے

فونو گرافر

شکیل قاسمی

0300-2611958

مطالعہ کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ افق 35A/B77، مکشن حالی، کراچی 74900، Cell: 0300-2699072

نعت شریف

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

دینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے انجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

ترتیب
مفتی اصغر علی

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
مصدقہ کاملہ ص ۱۰۱: اسے تمام عالم پر رحمت اور آفاقی اس آیت کے تحت لڑاتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں اور وہ جن ہوں، انسان ہوں، وحش ہوں، پکار ہوں، سب کے لیے رحمت ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے، وحش اور غیر وحش کو بھی آپ کی رحمت شامل ہے۔ وحش کے لیے تو آپ انہما آیتوں میں رحمت ہیں اور وہ انسان نہ ہو۔ اس کے لیے آپ صرف دنیا میں رحمت ہیں، مگر آپ کی رحمت کی وحدت کا منہ خطاب دینی اور منہ خطاب دنیوی کا خطاب (اور منہ خطاب دنیوی کا خطاب) اور استعمال (کسی قوم کو پورا سے کھانا پکھنے کے خطاب آپ کی رحمت کے واسطے سے خطاب ہے کہ تو پکا کر آپ ﷺ رحمت مقرر تاکہ کاف، عام، شام، چاند، ساری برکت تمام جہانوں کے لیے ہیں۔ وہ عالم ارواح ہوں، عالم اہرام ہوں، دینی اہل ہوں، غیر دینی اہل ہوں، مختلف ہوں، غیر مختلف ہوں، انسان ہوں، وحش ہوں، پکار ہوں، سب کے لیے رحمت ہیں۔ پکار ہوں، گویا کائنات کے اندر وہ رحمت کا ذکر بن کر آئے یعنی جس میں چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس چیز کے لیے آپ رحمت ہیں، پکار ہوں، عالم ہوں، رحمت اللعالمین ہوں۔

عالم میں اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کرتے ہوئے سرچشمہ رحمت وہب خائف پہنچتے ہیں تو مشرکین، منافق، انہما رحمت دیتے ہیں۔ جسم زمیں سے چرچہ ہے، اور جو چیزیں دینی پادشاهوں کے خون سے ہم جاتی ہیں، رحمت ماحول ﷺ ایک کونے میں نہ حال ہو کر بیٹھے ہیں کہ طلب اہمال حاضر ہوتے ہیں اور بارگاہ رحمت آپ ﷺ میں عرض کرتے ہیں اگر ہم اللہ تعالیٰ پر پناہ لیں، اللہ دینے جائیں، مگر دعویٰ کون دیکھنا ﷺ دینی، فرماتے ہیں: میں دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، اللہ کے بارگاہ پر تین لوگوں کو دینے بھی تو دے سکتے ہیں۔

سرکارِ عالم ﷺ کا جو آپ بن کر بھیجی دینی پانی ہو گئے، یہ اصل سب کچھ میں اسلام نہ رہے تو آخرت ﷺ خائف سے پرہیز کرتے تھے کہ میں اس ماحول کو اٹھا کر اللہ کے بارگاہ رحمت اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آنا چاہتا ہے، انہما خائف کسے بھی نہ ہو، حضور ﷺ کا مالیت شرب نے دور سے آواز دینی پادشاهوں ﷺ میں مدینہ شہر کی الیت، رکھنا ہوں، رحمت اللہ تعالیٰ کی آغوش میں آنا چاہتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور آپ ﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔

ہوت یہ بھول تو اہل کفر ہم بھی نہ ہو، کافران، دین میں کفر کا ہم بھی نہ ہو۔
یہ مافی اوقوت بھی نہ ہو، ہم بھی نہ ہو، کافران، دین میں کفر کا ہم بھی نہ ہو۔
اور اللہ کے سب کچھ اہل اسلام کے کل جس نے نہ، پھر وہ کو کفار، غی و دینی جانا
اللہ متقی میں دینی اول دینی آخر دینی قرآن و سنت میں ہیں، دینی ہیں، دینی ہیں۔

ضیاء الحدیث

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ادع علی المشوکیں فقال رسول اللہ ﷺ انی لم ابعت العالما والعا بعت رحمة

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ مشرکین کے خلاف دعا کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، مجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

یعنی حضور اکرم ﷺ دنیا و مافیہا کے لئے رحمت ہیں، یہاں تک کہ آپ نے تمام جہان و اولوں کو حید و رسالت کی رحمت دی اور ابتدائی رحمت کے حصول کا دروازہ دکھایا، جو لوگ خون کے پیاست اور جان کے دشمن تھے ان میں سے ہر ایک کے گھر جا کر پیغام حق سنایا اور انہوں نے بدلے میں پھر بار بار کر لیا، یہاں تک کہ دیا، اول آواز پائی کہیں، آپ نے اہل تک نہ کی تو یہ رحمت نہیں تو پھر اور کیا ہے۔ دینی لوگ آکا مایہ اسلام کی تبلیغ دین سے متاثر ہو کر آپ پر اسلام لے آئے اور آپ کے ہاتھ دین گئے۔

سَلَامٌ عَلَیْہِمْ وَسَلَامٌ عَلَیْہِمْ وَسَلَامٌ عَلَیْہِمْ
مُصْطَفٰی مَاحِیَۃِ الْاَوْحَیۃِ لِلْعَالَمِیۃِ

چل میرے خامہ بسم اللہ

مرحوم جریدہ "افق" اہلسنت کی صحافتی تاریخ کا ایک ذریعہ باب تھا جس کے بانی شہید وطن ظہور الحسن بھوپالی تھے جن کے قلم کی جولانیوں نے صحافت کے میدان میں بڑے بڑے سومات فتح کئے، ایک وقت تھا کہ ہر تحریر کی سنی کے گھر میں افق بڑے ذوق و شوق سے پڑھا جاتا تھا مگر افسوس صد افسوس کہ بھوپالی صاحب کی شہادت کے ساتھ ہی یہ باب بند ہوا، کچھ عرصہ تک وہاں الدین چشتی مرحوم اس رسالے کی زندگی کو برقرار رکھنے کی جستجو کرتے رہے مگر پھر "افق" قصہ پارینہ بن گیا۔ اب کراچی کے چند باعزم مدبر اور باصلاحیت نوجوان ولولہ ناز کے ساتھ "افق" کا اجراء کر رہے ہیں، اس امید کے ساتھ کہ اس "افق" سے عظام مصطفیٰ ﷺ کا نورانی سورج طلوع ہوگا، اس رسالے میں وہ سب کچھ ہوگا جس کی اہلسنت کو مجموعی طور پر ضرورت ہے۔

عید میلاد النبی ۱۴۲۹ھ کے پر مسرت موقع پر افق کا اجراء عوام اہلسنت کے لئے جشن ولادت کا ایک خوبصورت تہذیبی ہوگا، عید صبح لوج و قلم کے جذبہ کے ساتھ ہمارا کارواں چادہ منزل ہوتا ہے۔ چل میرے خامہ بسم اللہ

دل پہ جو گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
ہم پرورش لوج و قلم کرتے رہیں گے

عوام اہلسنت کی اسلامی سیاست کا سیاسی مستقبل

2 مارچ کی دوپہر میں جبکہ جمعیت علماء پاکستان کا شورنی و عالمہ کا مشترکہ اجلاس لاہور میں زور و شور سے جاری تھا کہ ایک معروف فی وی چینل پر سٹائینڈ چلنا شروع ہوئی کہ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ صاحبزادہ انس نورانی، جمعیت علماء پاکستان کی قیادت سے مستعفی ہو گئے، اس خبر کے ساتھ ہی عوام اہلسنت میں ایک بے چینی کی لہر دوڑ گئی کہ اب اہلسنت اور جمعیت علماء پاکستان کا مستقبل کیا ہوگا؟ سنی کانفرنس دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ سے سیاسی جنم لینے والی جمعیت علماء پاکستان وطن عزیز کے سیاسی میدان میں عظام مصطفیٰ ﷺ کے نعروں مستانہ کے ساتھ آئی اور شیخ الاسلام علامہ قمر الدین سیالوی کی قیادت میں 70 کے انتخابات میں اس نے انہوں اور بیگانوں سب کو حیرت زدہ کر دیا پھر 70 کی اسمبلی کے فلور پر قائم اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی مدبرانہ قیادت میں پاکستان کے دستور کو اسلامی بنانے میں بھی جمعیت علماء پاکستان کا موثر کردار رہا، تحریک عظام مصطفیٰ نے بے یو پی کو ملک کی مقبول ترین سیاسی جماعت بنا دیا، عزمیوں کا یہ ستر عروج و زوال کے ساتھ دسمبر 2003ء امام نورانی کے وصال تک جاری رہا جبکہ جمعیت علماء پاکستان مصیبت اور ابھرنیوں کے مقابلے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی تمام دینی جماعتوں کی قیادت بھی کر رہی تھی۔ علامہ شاہ احمد نورانی کے سانحہ ارتحال کے بعد عوام اہلسنت کی نگاہیں اپنی قیادت کی تلاش میں تھیں جبکہ انہیں صاحبزادہ انس نورانی کی صورت میں عکس امام نورانی نظر آیا جو کہ مولانا نورانی کے علمی و روحانی جانشین بھی تھے۔ صاحبزادہ انس نورانی کے قیادت سنبھالتے ہی انہیں بہت سے بحرانوں سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ بالخصوص انتخابات 2008ء، ایک بڑا امتحان تھے، دوسری طرف ورلڈ اسلامک مشن کی عالمی تبلیغی سرگرمیاں اور اطلاعات کے مطابق انہی سرگرمیوں کی بناء پر صاحبزادہ صاحب جمعیت کی قیادت سے مستعفی ہوئے ہیں اور باخبر ذرائع کے مطابق انہوں نے استعفیٰ واپس لینے سے انکار کر دیا ہے اور جمعیت کی شورنی و عالمہ اپریل کے اواخر میں اپنی نئی قیادت کا انتخاب کر لے گی، استعفیٰ کے محرکات بھلا کچھ بھی کیوں نہ ہوں مگر موجودہ حالات میں یہ ایک مناسب فیصلہ نہیں تھا۔

بہر حال ان سنگین حالات میں جبکہ پاکستان کے تمام پارلیمانی ایوان عظام مصطفیٰ کے علمبرداروں سے خالی ہیں، جمعیت کے ارباب مل و عقد کی ذمہ داریوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا اور اب انہیں چاہئے کہ وہ جذباتیت اور کسی بھی قسم کے خارجی و داخلی دباؤ کو نظر انداز کر کے اہلسنت کو ایک پر عزم، با کردار اور باصلاحیت قیادت منتخب کریں تاکہ تحریک عظام مصطفیٰ کا قافلہ پھر ایک ولولہ ناز کے ساتھ سوائے منزل روانہ ہو اور اہلسنت جو کہ فقہان قیادت اور اپنی گروہ بندیوں کی بناء پر شدید مایوسی کا شکار ہیں، ناکامی کے اس گرداب سے نکلیں اور انہیں کوئی اچھی خبر سننے کو ملے، ساتھ ساتھ صاحبزادہ شاہ انس نورانی بھی یکسوئی کے ساتھ ورلڈ اسلامک مشن اور اپنے اجداد کے عالمی تبلیغی کام کو وسعت دیتے ہوئے دنیا بھر کے اہلسنت کو متحد و منظم کریں۔

جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت

منکرین کے اعتراضات کا تحقیقی جواب

ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ بہت سے کام اسلاف میں نہ ہونے کے باوجود مستحب بلکہ بعض واجب ہوتے ہیں۔ (میلاد النبی کی شرعی حیثیت مؤلفہ اکرم محمد طاہر القادری ص ۱۰۵)۔

کیا جشن میلاد النبی ﷺ بدعت ہے؟

منکرین جشن میلاد اس جشن کو بدعت کہہ کر اہل ایمان کو بدعتی اور گمراہ کہتے ہیں۔ یہ ان کی سرسبز یاد دہانی ہے۔ کیونکہ اس کام کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے اسے بدعت کہنا بجا کہ بدعت کا معنی ہے نیا کام۔ لیکن شرعی اعتبار سے ہر بدعت کو ناپسند جاننا مکروہ یا حرام کہنا اور گمراہی قرار دینا محض ہمت دھری ہتھک اور تنگ نظری ہے۔

لورجنا بھی کر خدا سے طلب
آکھ کا نور دل کا نور نہیں
ہر بدعت گمراہی نہیں، بلکہ علماء اسلام نے اس کی بنیادی طور پر وہ قسمیں کی ہیں۔

(۱) بدعت حسنة: (اچھی بدعت) ایسا نیا کام جس کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہو بعض اوقات یہ واجب ہوتی ہے۔

(۲) بدعت سیئہ: (بری بدعت) ایسا نیا کام جو خلاف دین ہو، وہ گمراہی اور حرام ہے۔

اس تقسیم پر حضور ﷺ کا ارشاد، مانعین و منکرین کے پاس قرآن وحدیث سے کوئی ایسی دلیل نہیں، کہ جس میں ایسا جشن منانے سے منع کیا گیا ہو، اور جس کی روشنی میں اسے حرام یا گمراہ کہا جاسکے، اس لئے وہ بدعت مزاحض یہ کرتے ہیں کہ دور حاضر کا جشن میلاد دور نبوت اور دور صحابہ میں نہیں ہوا، اس لئے یہ بدعت دگمراہی ہے۔ (دوسرے یہ کہ ۱۲ ربیع الاول یوم میلاد

لازم ہے کہ وہ اس پر قرآن وحدیث سے دلیل لائے۔ صرف یہ کہہ دینا جائز ہونے کی دلیل نہیں کہ ظان نے یہ کام نہ کیا یا ظان دور میں نہ ہوا، جامع ترمذی کی حدیث ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہر منہ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس پر خاموشی فرمائی، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاف ہے، (اس کے کرنے پر کوئی گناہ نہیں)۔ ثابت ہوا جشن میلاد النبی ﷺ، جلوس، نعت خوانی، تقسیم شیرینی پر شرع میں کوئی ممانعت نہیں اس لئے یہ جائز ہیں۔

سید زاہد حسین شاہ

مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی کافتوی

مفتی صاحب لکھتے ہیں: میلاد خوانی بشرطیکہ صحیح روایات کے ساتھ ہو اور بارہویں کو جلوس بشرطیکہ اس میں کسی فعل ممنوع کا ارتکاب نہ ہو، یہ دونوں جائز ہیں، ان کو ناجائز کہنے کے لئے دلیل شرعی ہونی چاہئے۔ مانعین کے پاس اس کی ممانعت کی کیا دلیل ہے، یہ کہتا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طور سے میلاد خوانی کی نہ جلوس نکالا، ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا اس کو ناجائز نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ مظہریہ ص ۳۳۵)۔

الحافظ ابو ذراع حمرانی کا قول:

کھانا وغیرہ نکالنا تو ہر وقت مستحب ہے اور بھر کیا ہی مقام ہوگا جب اس کے ساتھ ربیع الاول میں نور نبوت کے ظہور کی خوشی شامل ہو جاتی ہے، مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ اسلاف میں سے کسی نے کیا لیکن اس کے پہلے نہ ہونے سے اس کا مکروہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء ورحمتهمم اللعالمين وعلى آله واصحابه اجمعين .

اہل ایمان پورا سال ہی ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے محافل اور جلسوں کا اہتمام کرتے ہیں اور اس وسیلہ جلیلہ سے اس رہبر اعظم کے اسوہ حسنہ تعلیمات، احکامات اور خداوند قدوس کے اوامر و نواہی عوام تک پہنچتے ہیں لیکن ربیع الاول شریف میں جشن میلاد النبی ﷺ کے نام پر یہ اہتمام ایک مخصوص صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول کو اپنے اپنے شہروں اور دیہاتوں میں اہل ایمان اکٹھے ہو کر جلسہ اور جلوس کی صورت میں جشن میلاد مناتے ہیں اس میں ہر کوئی خوش نظر آتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش کا تعارف ہوتا ہے، نکالات مصطفوی ﷺ کا بیان ہوتا ہے، نعیش پڑھی جاتی ہیں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے، حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کیا جاتا ہے، دعائیں مانگی جاتی ہیں، انعام خداوندی پر اظہار تشکر کیا جاتا ہے، اظہار مسرت کے لئے حسب توفیق لشکر کا اہتمام ہوتا ہے، درود اور شربت کی سیلیں گتی ہیں، اور ہر کسی کی زبان پر ہوتا ہے۔

مومنو خوشیاں مناؤ کلی والا آمیا
رب سلم مصطفیٰ کلی والا آمیا
لیکن اس موقع پر کچھ فکر کو قاطع بدعت ہونے کے ذمہ میں اس سارے پروگرام کو حرام اور بدعت کہہ کر اس سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ممانعت اور حرمت پر دلیل شرعی نہ ہو وہ جائز ہے خواہ اس پر کسی دور میں بھی عمل شروع ہو جائے۔

پس جو شخص کسی فعل کو حرام یا گمراہی کہتا ہے اس پر

رضی اللہ عنہ میں شروع ہوئی۔ حضرت فاروق اعظم نے اس کا اہتمام فرما کر خود فرمایا: **بسم الله هذه** یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

مساجد میں چراغان کرنے کی بدعت بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایجاد کی، جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو روشن کرے**، جس نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے" (جامع الترمذی ص ۳۱۰)۔

دور حاضر کی پختہ مساجد، بلند مینار، مزین محرابیں و خوبصورت قالین مساجد میں اذان و تکبیر کا استعمال عہد نبوت اور خلافت راشدہ کے دور میں ان کا تصور تک نہیں ملتا۔

صحابہ ستہ (حدیث کی معتبر چوکی کتب) تیسری صدی ہجری میں لکھی گئیں، فن حدیث کے تحت حدیث پر جرح و تعدیل کا کام پہلی صدی کے عاتقے پر شروع ہوا۔

قرآن کریم کے مختلف تراجم و تفسیر علاقائی زبانوں میں سب بدعت ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے جب فارسی ترمیم کیا تو علماء نے اس پر بدعت کا فتویٰ لگایا کہ قرآن کو عربی سے فارسی میں منتقل کیا جا رہا ہے۔

دور حاضر کے بڑے بڑے دارالعلوم، یونیورسٹیاں اور انکشاف تعلیم، فلسفہ، منطق، صرف و نحو، معانی، بلاغت، وغیرہ باوجود تبلیغ کا موجب طریقہ، بذریعہ اشتہار علماء کے آنے کی تشہیر، جلسہ کے لئے تاریخ و وقت کا تعین، سیرۃ النبی ﷺ کا نظریں تبلیغی چلے، میاد کے علاوہ سیاسی و اجتماعی ماحول، جلسوں، یوم شوکت اسلام اور خلاف کعب کے جلوس، صد سالہ جشن، تہجد کے لئے اذان، مذکورہ میں رائج الوقت نوٹوں کی ادائیگی، موجودہ دور کے لذیذ ترین کھانے، لگاپ جامن، اور دس گئے گرم گرم چائے کی چسکیاں، سفر کے جدید ذرائع، ہنگامی سرحدوں کی حفاظت کے لئے جدید اسلحہ یہ سب بدعت ہیں، منکرین میاد بھی ان سب بدعتوں کو اپناتے ہوئے ہیں تو کیوں جبکہ دور نبوت و دور صحابہ میں ایسا نہیں ہوا۔

پوپچھے منکرین میاد سے، پوپچھے خدیووں سے، کیا رسول اللہ ﷺ کے ۲۳ سالہ دور نبوت میں اعراب والا قرآن تھا، خلفاء راشدین کے دور میں تھا، اور علامہ الدھر قاطع شرک

و بدعت کہا کرتے پھرتے ہو۔ یہ دور نبوت یا دور صحابہ میں تھیں اور حاضر کی مساجد کا نقشہ پہلے دور میں تھا اگر نہیں اور آتی نہیں تو پھر انہوں نے ایسا کیوں کر رکھا ہے۔ جس دلیل سے وہ ان کاموں کا جائز ہونا ثابت کریں گے، وہی جشن مید میاد اربعی ﷺ کے جائز ہونے کی بھی دلیل ہوگی۔ جو ابھم جواب لانا شرم ان کو گھراؤنی نہیں

صرف محبوب خدا کی ولادت کی خوشی منانے پر ان کو بدعت و حرام کے تو بے با آتے ہیں، یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے، نبی سے بغض و عداوت نہیں تو اور کیا ہے۔

ذیاب فی غیاب لب پہ کلہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملد پر یہ حلیم زبانی ہے
اسے سنی مسلمانو! غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کہلانے والو!
غور کرو رائج الوقت بینکڑوں ہزاروں بدعتیں ہیں ان کو منکرین میاد نے اپنا رکھا ہے، لیکن بدعت کا فتویٰ لگانے کے لئے اسے میاد کے صلوة اور عید میاد اربعی ﷺ کے پاؤں نظر آتے ہیں، اور خود مساجد کے چندے پر پل رہے ہیں، وہاں بدعت یاد نہیں رہتی۔

جشن میاد کی ممانعت پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ہے تو پیش کریں۔ **ہجو ابوہانککم ان کستم حنفیہ** اور اگر ایسا نہیں تو پھر زاریں اس آگ سے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے، **ان لم تفعلوا ولن تفعلوا** فانظروا النار النی و لودھا الناس و الحجارۃ اعدت للکفرین۔

خوشی منانے کا قرآنی حکم نبی پاک ﷺ کی پیدائش بنی نوع آدم کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان اور رحمت ہے اور اللہ کے فضل پر خوشی منانے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔ سورہ یونس آیت نمبر ۵۸ ہے، ترجمہ: اے پیارے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ جب اللہ کا فضل اور رحمت ہو تو خوشیاں منانا کرو یہ خوشیاں منانے پر جو غریخ کرتے ہو وہ منع شدہ غزائوں سے بہتر ہے۔ (قرآن کریم)

اس حکم کے تحت جشن میاد جائز، منکرین میاد جائز، اور جائز کام کی ابتداء جب بھی ہو وہ جائز ہے، خواہ یہ کسی نے کیا ہو یا نہ

کیا ہو۔ بے شک رائج الوقت منورہ میں جشن مید میاد کا باقاعدہ آغاز اربعہ کے بادشاہ کی طرف سے منسوب کیا جاتا ہے، لیکن جب اس کی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے تو پھر اسے بدعتی اور منکرانہ کیوں کہا جائے، جبکہ وہ تو نبی پاک ﷺ کے ارشاد کے مطابق ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے، مسلم شریف میں حدیث ہے **من سن لی الاسلام سنة حسنة فعمل بہ بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بہا ولا ینقص من احورہم شیئا** (مشکوٰۃ باب العلم) حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتداء کی اور اس کے بعد اس پر عمل کیا گیا تو جتنے لوگ بھی اس پر عمل کریں گے ان کا ثواب اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا جبکہ ان کے ثواب میں بھی کمی نہ آئے گی۔

بادشاہ اربعہ کی سیرت اربعہ کا بادشاہ الملک المظفر ابو سعید، جس نے جشن میاد کا باقاعدہ آغاز کیا، منکرین میاد اسے بدعتی، میاش اور بدعتین کہتے ہیں، ان کی سیرت کا مطالعہ کریں۔

محدث امام ابن جوزی جنہیں منکرین میاد بھی ایک معتبر محدث تسلیم کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: بادشاہ اربعہ ہر سال منظر میاد کا اہتمام کرتا تھا، وہ بڑا زیورک، دانا، بہادر، اور مرد میدان تھا، دانشور اور عادل تھا، اس کا عہد حکومت کافی طویل ہوا یہاں تک کہ اس نے ۶۳۰ھ میں اس حال میں وفات پائی کہ اس نے مسیحیوں کے مکہ شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا، اس کا ظاہر اور باطن بہت پسندیدہ تھا، اس کے زمانہ میں محدث شہر حافظ ابن وحبہ نے میاد اربعی کے موضوع پر کتاب لکھی، ملک مظفر کے سامنے جب یہ تصنیف پیش کی گئی تو اس نے محدث ابن وحبہ کو ایک ہزار اشرفی بطور انعام پیش کیا۔

(فضیال النبی ص ۱۲۸ کرم شاہ الازہری، ص ۳۹، جلد ۲) آپ نے اس مرد مومن کی سیرت پر تبصرہ پڑھا، جس نے اس نیک کام کی ابتداء کی، پھر اس کے بعد جن مسلمانوں نے اسے اپنایا، ان میں بڑے بڑے محدثین، آئمہ، علماء، مفتیاء، صوفیاء، مفسرین، اولیاء شامل ہیں، کیا منکرین جشن میاد کی رائے کے مطابق چھٹی صدی سے لے کر آج تک کے

یہ سب مسئلہ گمراہ ہیں اور صرف یہ ٹنگی بھرا ہوا ہدایت یافتہ ہیں، جبکہ حضور ﷺ کا رشتہ گمراہی ہے۔

بڑی جماعت کی بیروی کرو۔

السوداء السواد الاعظم فانہ من شدہ شدہ فی النار (مشکوٰۃ باب الاسلام)۔

ترجمہ: بڑی جماعت سواد اعظم (جہنم) والہ امت کی بیروی کرو جو سواد اعظم سے علیحدہ ہوا اور جہنم میں علیحدہ کیا گیا، نیز ارشاد ہے: عسواء المؤمنون حساء للہو عند اللہ حسن ومن فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربطة الاسلام من عنقه (رحمۃ الرحمن ص ۳۸)۔

ترجمہ: جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جو مسلمانوں کی جماعت سے باہر ہو، علیحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنے گالے سے اتار دی۔ ابن ماجہ کی حدیث ہے: ان العسی لا یجمع علی حلالۃ طافا رانہم اعتدلا فاعلیکم بالسواد الاعظم ترجمہ: بے شک میری امت گمراہی پر ہرگز متفق نہیں ہو سکتی، بغرض حال اگر تم کوئی اختلاف دیکھتے ہو تو تم پر لازم ہے کہ سواد اعظم کے ساتھ ہو، سنن ابن ماجہ ص ۲۹۲ کے حاشیہ میں ہے: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سواد اعظم سے مراد طبقہ اہلسنت لیا ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے: ویجمع علیہ سبیل المؤمنین لولہ ما ولی ونصلہ جہنم۔ ترجمہ: جو مومنوں سے علیحدہ راستہ پر چلے ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور دوزخ میں داخل کریں گے، جو سواد اعظم سے جدا ہوتا ہے، جو کھیل المومنین کو چھوڑتا ہے، وہ اپنے ایمان کا فیصلہ خود کر لے، مقام غور ہے، جس کام کو سواد اعظم جائز سمجھ کر کر رہا ہو وہ گمراہی کیسے ہو سکتا ہے۔ صدائیں درودوں کی آتی رہیں گی، میرا من کے دل شاد ہوتا رہے گا۔

۱۲ ربیع الاول میلاد النبی کا یوم ہے۔

ناہن میلاد اس کا رخسار سے روکنے کے لئے اہل ایمان کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول حضور ﷺ کی پیدائش

کا دن نہیں بلکہ وفات کا دن ہے، آئیے اس بات کا جائزہ لیں کہ وہ اس دعویٰ میں کہاں تک پہنچے ہیں۔

حضور ﷺ کی تاریخ ولادت میں بے شک مختلف روایات ہیں۔ لیکن، مشہور محققین اور علماء امت ۱۲ ربیع الاول کو

یہ حضور کا یوم ولادت مانتے ہیں۔ اب ساری امت کا اس پر قائل ہونے کی ضرورت نہیں کی جستہ رکھتا ہے۔ حدیث، تاریخ اور سیرت کی بے شمار کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو یہ حضور کی ولادت کا دن ہے۔

امام احمد قسطلانی شامی صحیح بخاری لکھتے ہیں: ترجمہ: مشہور بات یہی ہے کہ ہجری کے دن ۱۲ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ اس پر تمام اہل کمال کے پچھلے جنتیق ہیں کہ وہ اس تاریخ کو حضور ﷺ کے مقام ولادت کی زیادت کرتے ہیں۔ (فتاویٰ عالمیہ بحوالہ ذرقانی علی الموابہ جلد ۱ ص ۳۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی "مدارج النہت" میں فرماتے ہیں: حضور کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی، مای پر اہل کمال ہے کہ وہ اسی رات حضور کی جائے ولادت کی زیادت کرتے ہیں اور مولود خوانی کرتے ہیں۔

تاریخ وقلند کے امام علامہ ابن عسکرون فقید الشیخ مسرور اور مسرور امام ابن جریر طبری مشہور سیرت نگار علامہ ابن ہشام، عالم اسلام کے لئے سیرت نگار امام محمد بن اسحاق دور حاضر کے محقق سیرت نگار محمد الصادق جاسد ازہر مصر، علامہ محمد رضا شاہ قاہرہ، یونیورسٹی اور دیگر بیگزوں محققین نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سواوار بارہ ربیع الاول عام الخلیل کو ہوئی۔ (فتاویٰ عالمیہ جلد ۲ ص ۳۳) مصنف ہی محمد کرم شاہ الازہری، مشہورین میلاد کے اپنے امام مشہور عالم نواب محمد صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں: "ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول عام الخلیل کو ہوئی، مشہور علماء کا یہی قول ہے، ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے، (الشمس المعمرہ ص ۱۷) مولو اپنے آپ دام میں میاں آگیا۔

علامہ دہلوی کے امام مولانا اشرف علی تھانوی اور مفتی اعظم مفتی

محمد شفیع نے بھی ۱۲ ربیع الاول کا ذکر کیا ہے، مگر بن تاریخ میں اختلاف کا یہاں بنا کر اس صداقت و قصب پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں جو ان کے دلوں میں ذات معطلی ﷺ کے ساتھ ہے، اور نہ وہ اس تاریخ پر میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا اظہار کر لیتے، جو ان کے نزدیک معتبر ہے، لیکن وہ ایسا بھی نہیں کرتے تو پھر کیوں نہ کہیں۔ نہ اصرار کرتے نہ اصرار کرتے رہے۔

قرآن کریم نے اس قسم کی کیفیت کا بیان ان الفاظ میں فرمایا ہے: مسلمین ہیں ذالک لا الہ الا ہذا ولا الہ الا ہذا (پ ۵ ص ۱۷)۔

تاریخ وفات النبی ﷺ کی تحقیق:

مشہورین ۱۲ ربیع الاول کو تاریخ وفات مختلف قرار دیتے ہیں، ان سے پوچھے کہ کس نے قطعی سے انہیں اس نتیجی تاریخ کا پتہ چلا، جبکہ تاریخ وفات کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

بہار یعقوب ابن سفیان کی روایت ہے حضور نے ہجری کے دن ۱۲ ربیع الاول کی پہلی تاریخ وفات پائی، (البدایہ النہایہ) بہار امام بیہقی کی روایات ہے حضور ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے پر ہوئی۔

بہار واقدی اور سند بن زہری کا بھی یہی قول ہے۔ بہار حضرت عبد اللہ ابن عباس کی روایت ہے، حضور ہجری کے دن ۱۲ ربیع الاول کے دس دن گزرنے پر فوت ہوئے۔

بہار محمد بن اسحاق کی صرف ایک روایت ہے کہ حضور کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

غور کیجئے ایک روایت کے برعکس متعدد روایتوں کو چھوڑ کر کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاول مختلف تاریخ وفات ہے، یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے، مشہور سیرت نگار امام ابو القاسم کبلی کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں، حضور کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتی، کیونکہ حج الوداع بروز جمعہ ہوا، اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ جمعرات کو بنتی ہے، اس سے آگے ربیع الاول تک تمام مہینے تیس دن کے باقی یا اسیس دن کے کسی صورت بھی ۱۲ ربیع الاول سواوار کو نہیں بننا، حق واضح ہو گیا۔

(پیر مسلمہ پر ملاحظہ فرمائیں)

”جشنِ عید میلاد النبی ﷺ اور اقوامِ عالم“

خواجہ شمس الدین عظیمی قزوینی حضرت
 سیدنا امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کا حجاز پر انوار ہے یہاں
 عراق کا قائد حضرت سیدنا امام عظیم ہو فیض رحمت اللہ علیہ کی
 آخری آرامگاہ ہے سیدنا خورشید عظیم شمس عید اللہ و بیدار
 رحمت اللہ علیہ کا روح القدس ہے اس کے علاوہ شیخوں کے علاوہ
 رہائشیوں اور مشائخ اہل حق کو اپنے اجلاس پائیکو سے
 اہمیت دیتے ہوئے ہیں۔
 بعد ازاں شریف میں میر میرا دینی تنظیم کی سب سے
 بڑی تحریک سیدنا حضرت عظیمی یعنی نور علیہ السلام امام اعظم
 ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے وہیں آپ کا روح القدس
 ہے وہاں رسول اکرم ﷺ کے تحریکات ہیں اور بارہ ائمہ اول
 شریف کی رات سرکار دہلیہ تنظیم کے سوسے مبارک (بال
 مبارک) کی زیارت کرائی جاتی ہے، الحمد للہ متعدد پارسیوں
 سعادت حاصل ہوئی انہوں نے اپنا ختم غیر ہوتے کہ گاڑی پیچھے
 رکھ کر کئی کھویمو کا قافلہ پیدل طے کرتے اور حجاز شریف پر
 پہنچتے۔ چاند شرف عید کا جہاں میں ملک غمناک صورت عری
 لہاں زیب تن کئے ہوئے پہاڑوں طرف خوشیوں میں ملک

رہی ہو شمس عظمیٰ اور امام کا قہر ان پیش کرتے ہوئے
 سوسے مبارک کی زیارت کرتے۔
 اسی طرح حجاز میں عظیمی تنظیم کو انوار
 و شوق قابل ہے وہاں عراقی حضرات کو سوسے مبارک آکر میلا
 شریف کی زیارت کر کے اپنے گھر لے جاتے ہیں اس طرح عراقی کے گھر
 سوسے مبارک، کرکوک، سیما، کربلا، مکی، نجف و شرف میں
 بھی تنظیمیں پیدا کر کے منعقد ہوتے ہیں ان میں ملک ساری
 کائنات کے سوسے کو حقیت رسول رحمت ﷺ سے ملنے والی اہمیت
 بہت کا ثبوت دیتے ہیں۔
 اسی میں احسن ائمہ رسول ﷺ
 دینی تحریک و عرب لہجات کی ایک عظیم سلطنت ہے
 یہاں اپنے کے مختلف ملک سے لوگ بہتر روزگار کے حصول
 کے لئے آئے ہوئے ہیں سب مصطفیٰ ﷺ سے سرشار فیض
 رسالت کے یہ پرانے زمانہ کو حق میں ایک بار ضرور اٹھنے
 ہو کر کھلی دالے آسمان کے حضور گھبراہٹ حقیت پیش کرنے کی
 سعادت حاصل کرتے ہیں انہیں نورانی کے نام سے خطاب
 ایک آئینہ ہادی ہے جو کوشش آریا تیس سال سے قائم ہے

یہاں ہفت روزہ انکسار میلا منعقد ہوتی ہے اس کے سائے ۱۰
 قرآن و احسن سورہہ تنظیم کے علاوہ انیسویں اور مشائخ اہل حق کی آمد
 آمد ہوتی ہے، انھیں اپنے کو احسن اس نورانی مجلس خطاب کرنے کی
 سعادت حاصل ہوتی ہیں ان حضرات روزہ انکسار منعقد ہوتی ہے مگر
 عید میلا دینی تنظیم کے لیے اس میں اس نورانی مجلس کا رنگ بنی ملک
 اور ہوتا ہے۔
 اسی طرح ہر جمعرات کو بعد از نماز عشاء، انیسویں
 اور عید کے عظیم قزوینی حضرت سیدنا امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی زیارت
 پر بھی ہفت روزہ انکسار کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ حضرت قزوینی کا
 منبت اسلامیہ کا حق رسول ﷺ کے علاوہ سوسے مبارک امام اول
 صدیقی اور اللہ مرقدہ کا فیض عام ہے یہاں بھی سوسے مبارک
 واقعات کے ساتھ نورانی مجلس منعقد ہوتی رہتی ہیں یہاں بھی
 باقی کو شرکت کا شرف حاصل ہوا اور حالیہ گھر دینی نورانی
 صاحب کی گاڑیوں کو کچھ کر کے بعد مسرت حاصل ہوئی۔
 یہاں سوسے مبارک سے سوسے مبارک شہر اپنے گھروں
 مساجد اور دفاتر میں احسن عید میلا دینی تنظیم کے سلسلے میں
 بڑی بہت کے ساتھ محافل کا اہتمام کرتے ہیں۔

میلاد مصطفیٰ کانفرنس

دہلی شہر مسجد
 طارق رونا
 کراچی

خصوصی خطاب

محمد طاہر القادری

پروفیسر و اکر

29 مارچ
 2008ء بروز جمعہ
 بعد نماز عشاء

دینی حنیف و عقائد اہلسنت کی معرفت اور فروغ عشق رسول کیلئے مفکر اسلام پروفیسر محمد طاہر القادری کے علمی و تحقیقی خطبات روزانہ و رات فرائض
 اوقات میں QTV پر ملاحظہ فرمائیں۔

رات 10 بجے 11 بجے 6 بجے 7 بجے دوپہر 2 بجے 3 بجے

تحریک منہاج القرآن حلقہ زمانہ ناؤں کو رنگی کراچی

تحفظ ناموس مصطفیٰ

چراغ مصطفویٰ اور شرارِ بولہبسی

حضرت نبی کریم ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور ہے کہ ہم تو ہیں آمیز خانوں، گاہ توں، یہ وہ نصیب کی دوسری اللہ کو خوش نہیں۔

انسانوں میں اللہ کے نزدیک صرف وہی لوگ مقبول ہیں ہاں پاک ذات کے محبوب کی محبت رکھتے ہیں اور اللہ نے اپنی اطاعت اور محبت کو کچھ اس طرح قرآن مجید میں واضح کر دیا ہے کہ اگر کوئی شخص نیک طیبہ کا صدق دل سے اقرار کر کے سب محبت میں داخل ہو چکا ہے تو اسے جتنے تمام قوموں، رنگوں، واسطوں کی نفی کر کے صرف اور صرف بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے جوڑے اسی پر زندگی کی مست متعین کرنا ہے۔

دوسری بات اللہ نے اپنی محبت کی پہچان کیلئے قرآن میں جو معیار اور فرما دیا، وہ صرف اور صرف حب رسول و اطاعت رسول پر رکھا ہے۔ لہذا ایمان کی تکمیل، پہنچائی کی جانگی کرنے کیلئے ہر مسلمان کو اپنے قلب و گریباں میں جھانک کر خود ہی اپنے ایمان کے معیار اور ہے، کیفیت کو چہ کرنا زیادہ آسان ہو گیا ہے۔

جس کا عرض کرتا چلوں کہ عمل یعنی عبادت و ریاضت کا کردار میں انسان کو وقت، حالات، زمانوں کے حساب سے کچھ کی بیشی کی گنجائش ہے، جیسی تو اللہ عزوجل ہر روز قیامت بعض گناہ گاروں کو بھی بخش دینا گے۔

لیکن ایمان کا درجہ معیار، کسوٹی، مادل سے نازل تک ایک ہی ہے، چاہے وہ دور صحابہ کرام کا ہو یا بعین کا ہو یا آج کا اور ہر گز ایمان کے اس دور کے مسلمانوں تک جہاں کم ملنے پہنچائی ہوئی ہے وہیں بعض ایسے تصورات جو کہ وہ اپنے فہم، عمل، ہوش اور فکر کے پرہیزگارانہ کے سبب اپنا تھے ہیں ان تصورات کی اصلاح بھی ضروری ہے لہذا ضروری محسوس

سازشوں کو سنتے ہوئے اپنے ایمان، عمل، اسلامی حالات کو بھی Measure کر لیں اور اپنے آپ کو جانچنے کے لیے ہم یہاں پر پہلے قرآن مقدس میں اطاعت رسول و حکم رسول فرمانبرداری رسول و حب رسول نسبت رسول، یا فرمانی رسول کے متعلق فرمان الہی اور ہم ان تمام آیتوں کے آخر میں اگر کسی مسلمان کا ایمان چارہنگی یہاں رہا ہو تو اس کے لیے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 36 پارہ 8 پر غور سے پڑھنے اور اپنا احتساب کرنے کی گزارش ہے۔

سید صغیر حسین شاہ

انگلے جسے میں صحابہ کرام اور بذات خود حضور نبی کریم ﷺ کے چند ائمہ امت اور توہین کرنے والوں کے حق فرماتے جاتے والے فیصلے اور ان کتابوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کی مثالیں ہیں تاکہ ہمیں اس احساس مسئلہ پر اپنے ایمان کی جان بخت رسول کا اندازہ ہو۔

اطاعت رسول ہی اور اصل اللہ پر ایمان ہے۔ سورۃ النساء آیت نمبر 59 اسے ایمان والو حکم مانو اللہ کا حکم مانو رسول کا اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

سورہ عمران پارہ 3 آیت نمبر 32 اللہ عزوجل کی خوشنودی صرف رسول اللہ کی فرمانبرداری اور حکم کی تعمیل کا نام ہے، ہم فرماؤ کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ نہ پھیریں تو

فائدہ وہ لوگ رسول اللہ کی شان میں توہین کو خالی معمولی واقعہ سمجھ کر درگزر کر رہے ہیں، انہیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہئے۔ سورہ آل عمران پارہ 3 آیت نمبر 132 رسول اللہ کی فرمانبرداری ہی رحمت الہی کا ذریعہ ہے۔ اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار ہو، اس امید پر کہ تم رحم کئے جاؤ۔ فائدہ فرمانبرداری محبت کے انتہائی درجے کی کیفیت کا نام ہے۔ سورۃ النساء آیت نمبر 80 رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت نہ کرنے اور نافرمانی کرنے والے جس نے رسول کا حکم مانا ہے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے نہ بھرا تو ہم نے جسیں ان کے چہانے کیلئے نہ کیا۔

فائدہ: ایسے تمام لوگ جن کے سینے محبت رسول کے لیے نہیں کھل رہے، اللہ تعالیٰ ان سے بڑا داری کر رہے ہیں۔ سورۃ النساء آیت نمبر 69 نسبت اچھے رسول کا اللہ کی طرف سے انعام "جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا، جن پر اللہ نے فضل کیا ہے اور یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید، اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔

سورۃ النساء آیت نمبر 14 پارہ نمبر 4 رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں حدود کا خیال نہ کرنے والے "جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے عذابی کا عذاب ہے۔

آخر قرآن کی کوئی آیت نہیں نہ وہ کہ سکے تو ایسوں کا انجام سورہ احزاب آیت نمبر 38 پارہ اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹکیں اور ان کے مقامی حکم کیا اور دینی ہیں

علامہ امیر محمد بن عبد الرحمن الدلہس کے نظریات نے پولوٹائس نامی پارٹی کو اصل جہت کمزور کیا۔

اس کے علاوہ الدلہس اور شام میں مسیحائیوں کی جانب سے شروع کی جانے والی جھڑپوں نے اس کی تحریک کے خلاف اس وقت کے حکمرانوں اور قاضیوں نے ان مجرموں کے خلاف فیصلہ کرتے ہوئے ان کو واجب القتل قرار دیا۔

اس وقت سے لے کر آج تک مغرب کی جانب سے شامت رسول کی تحریک منظم انداز میں جاری ہے اور جس کا مقابلہ پرویز میں غازی علم الدین شہید اور بہت سے غلامان ناموں رسالت نے کیا ہے۔

اسی طرح جائز ان ناموں مصطفیٰ ﷺ کی ایک لڑائی جہتی جاری ہے جو قیامت کی تک تک جاری رہے گی۔

تیسرا مرحلہ تو جیسے مسیحائیوں میں مسیحائی نظریاتوں سمجھانوں دیکھنا کہ ان کی ہرزہ مرائی اور اس کے لیے پروہ مقاصد:

اس پورے مضمون میں بنیاد منقذہ طلب اسلامیہ کے باشعور صاحب فکر افراد کو سوچنے کے لیے دعوت فکری دینا ہے تاکہ عالم اسلام کے خلاف جارح کی سب سے زیادہ منظم مشترکہ حکمت عملی جسے عیسائی پارٹیوں اور مذہبی اداروں نے برسوں کے محنت کے بعد طے شدہ Action Plan کے مراحل میں سے ایک ہے۔

میں اتنی واضح بات تو نہیں کر سکتا کہ ان کی اس Planing کی منزل کیا ہے لیکن اس کے جو اجتماعی مقاصد ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) اسلام کی غلبہ حاصل کر چکی کوشش آگے نہیں کرے۔
(ب) مسلمانوں کے ذہنوں پر اسے مسلط کرنا کہ وہ بدگوار مسلمانوں کے لیے تو جہنم کو ایک معمولی جگہ سمجھ لیں اور اسے براہ راست کرنے کی دعوت دی جائے۔

(ج) اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور معاشرتی سیاسی اخلاقی معاشی تعلیمات سے مسلمانوں کو الگ کر دیا جائے اور ان تعلیمات کو جیسے کیلئے مایا میٹ کر دیا جائے تاکہ یورپ یعنی عیسائی معاشرے کی تعلیمات دنیا پر پھیل

جائیں۔
(د) اسلام اندر مسلمان جس تہذیب و ثقافت کا نام سے

دور ہے جس سے اسلام دنیا میں پھیلنے کے اصل سبب یعنی حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک کے درمیان تعلق کو کمزور سے کمزور کر دیا جائے اور ادب اور ایمان کے ہر شے کو برباد کیلئے مہم کر دیا جائے۔

(ه) ہر مسلمانوں کے مقدس مقامات کو مایا میٹ کر کے ان میں کاغذی خاتمہ کر دیا جائے جس کے نتیجے میں یورپ کی تہذیب و تمدن کے سامنے کوئی دوسری تہذیب باقی نہیں رہے گی۔

میں اپنے اس نقطہ کی تصدیق کیلئے چند دلائل پیش کرتا ہوں۔
مطلب اسلام میں امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خطاب دیہان کا حوالہ دینا چاہوں گا جسے حضرت نے عراق پر حملے کے دوران فرمایا تھا

”امریکہ اور اس کے اتحادی مسلمانوں کے مہم اتر کیلئے بہت پریشانی پیدا ہے۔“ ان ہماری باتوں کیلئے کسی تصدیق یا شہادت کی اگرچہ ضرورت نہیں ہے مگر ہم مسلمان دور اصل دوسروں کے بارے میں آجکل بہت زیادہ حسن ظن رکھتے ہیں لیکن یہ وقت کسی سازش کی نشاندہی اور اس کے توڑنے کی جامع کوشش کرنا ہمارے خزانے کے خلاف ہے۔ چنانچہ چند نکات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

2006 میں 22 یورپی ممالک نے یہ دہرہ 75 سے زائد اخبارات و رسائل میں شائع کیا۔
2007 میں امریکی ویب سائٹ نے انہیں اپنی بارش کر دیا۔

ہولابالینڈ کے اخبارات نے لکھا کہ ہم یہ کارٹون ہر ہفتے شائع کریں گے۔
ہالینڈ کے ایک وزیر نے ان کی ٹی شرٹ خود استعمال کی اور اسے فروغ دینے کا اعلان کیا۔

واضح رہے کہ یہ کام نہیں چھوڑا جاتا بلکہ اس کا پورا پورا ان اوپر ذکر کر چکا ہوں اس میں یو ایس پوسٹمن کے ثقافتی امور کے ایڈیٹر فلمنگ (Flemming Rouse) نے ویٹیل پائیس کے سرپرست اور صدر پیش کے سابقہ مشیر ہیں اس نے

40 سے زائد اہل ان کے درمیان مقابلے کا اہتمام کرنے کے بعد 12 کارٹون کو ستمبر 2005 کی اشاعت میں شامل کر دیا۔

(1) اصل کارٹونسٹ (Kurt Westergard) کرت وئیر گارڈ کا بیان 18 فروری 2006 کو بیورو الدہائی رسالہ میں اس طرح شائع کیا کہ کارٹونوں سے متعلق سوال کے جواب میں کہا کہ ”مجھے ان خاکوں پر کوئی افسوس نہیں، کیونکہ ان خاکوں کے پیچھے ایک خاص جذبہ کار فرما ہے کہ وہ ہشت گرد سے اسلام سے روحانی اسلحہ فراہم ہوتا ہے (اسے ایف۔ بی۔ آئی۔ پرست ان 19 فروری 2006)۔“

(2) یورپی لیگن کے صدر اس کی تصدیق کی کہ انہیں اسلام کی بارش کے ذریعہ منظم کوششوں کر کے اپنے قیام کا بیٹھن والا اور دہلیز کے ذریعہ منظم کرنے کے لیے اسلامی دنیا کو مایا میٹ کر دیا جائے کہ یہ جہاں تک اسلام اور

ذیلی تاثر 14 فروری 2006
(3) امریکی صدر ریش نے سالانہ خطاب جنوری 2006 میں مکمل کر کہا کہ ”ہمارا اصل مقابلہ سیاسی اسلام (Political Islam) اور اسلامی بنیاد پرستی سے ہے۔“

امریکی یورپی پالیسی سازوں نے جس تخیل کو آئندہ مشروا کیلئے plan کیا ہے اس کی بنیاد اس نقطہ پر ہے کہ

ہولابالینڈ کا اصل مسئلہ اسلامی بنیاد پرستی بلکہ خود اسلام ہے۔ یہ ایک مخصوص تہذیب ہے جس کے وابستگان اپنے تمدن کی بدترقی کے قائل ہیں اور اقتدار اختیار کی غرض کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اسلام صرف امریکی سی۔ آئی۔ اسے کیلئے نبی بلکہ یہ مغرب کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک مختلف اور متضاد تہذیب ہے جس کے داعی اپنی تہذیب کی آفاقیت کے قائل ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ان کی بالاتر طاقت کا متاثراتی ہے کہ اس تہذیب تمدن کو یورپی دنیا میں پھیلا دیا جائے۔“

یہ دو بنیادی مضمون ہیں جو اسلام اور مغرب کے درمیان ملتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً باشعور اور صاحب فکر اور عالمی حالات و واقعات پر غور و فکر کرنے والے مسلمان اس صورتحال پر فکر کریں گے۔

ایضاً ستمبر 2007 میں

میں کسی کی امانت پر ایسا ایسا ظلم نہ کروں
 تمام ضرورتیں پہنچنے لگوں یہیں رہنے

۴۳

فقر چارچہ کلوننگ کے فاصلے پر پوزیشنیں لیے کھڑے تھے
 واقعہ کے تین گھنٹے کے بعد پولیس علاقے میں داخل ہوئے
 میں کامیاب ہو گئی۔ اس دوران مشتعل نوجوان، انتظامیہ اور
 حکومت کے خلاف غرے بازی کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل
 آئے اور سرکاری دہلی اتاک دکاڑیوں کو نذر آتش کرنا شروع
 کر دیا۔ شہداء کی تعداد میں جوں جوں اضافہ ہوتا گیا، احتجاج
 بڑھتا گیا، جائے وقوعہ پر سب سے پہلے پہنچنے والے اہل پولیس
 افسران میں لی، پی، او، جی، ڈاؤن، ایس، ایس، پی،
 کیپٹن (ر) طاہر نوید اور ایس، ایس، پی ٹریگ ڈان ۱۱۱ سیہ
 شوکت علی شاہ تھے۔ جائے وقوعہ کے محاصرے کے بعد مندرجہ
 پولیس کے انسپکٹر جنرل نے فوری طور پر ۳ ٹیمیں تشکیل دے کر
 مقدمہ 48 گھنٹے گزرنے کے بعد سولجر بازار قحانے میں درجن
 کرایا اور مقدمے کی تفتیش ایک سب انسپکٹر کے حوالے کی
 گئی، افسروں کی بات یہ تھی کہ اتنے بڑے سانحے کی تحقیقات کے
 لئے جس افسر کو مقرر کیا گیا تھا ۱۱ سب انسپکٹر جنرل ڈی ایس کے
 مطلب بھی نہیں معلوم تھا اور نہ ہی یہ معلوم تھا کہ یہ آئس کام آتا
 ہے، بعد ازاں مذکورہ تفتیشی افسر کو تبدیل کر دیا گیا، لیکن اس کے
 باوجود پولیس سانحہ کے طزمان تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکی
 اور آج دو سال گزر جانے کے باوجود سانحہ نشتر پارک کے ذمہ
 داران کو پکارتے اور انصاف کے گہرے میں پھنسنے کے لئے
 کے تمام تر حکومتی دعوے دھڑکے دھڑکے رہاؤ نشتر
 پارک کے خالق کہا ہیں اس سوال کا صحیح جواب حکومت اور اس
 کے افسروں کے پاس موجود ہے، لیکن یہاں ایک بات بالکل
 واضح ہے کہ یہ خالق اسے صحیح ڈاک اور کروڑے ہزار جس کی
 ہے ان کو منظر عام پر لانے کی کوشش میں مت نہیں ہے۔ شاید
 لکھا ہے کہ اس اتاک سانحے کی

جہاں تھا لیکن اس بار مخالف معمول اعلان کیا گیا کہ نماز کے بعد
 فی تحریک، انجمن کو جو ایسا اعلان دوز انجمن طلب اسلام کے
 دوزخا خطاب کریں گے، فی تحریک کے برعکس عباسی کا دوری اور
 المزم کا دوری کے احتجاج پر روز بروز انہیں ملے گا اور پانی کی
 بوتلیں پھینک دیں اور روز بروز انہیں ملے گے بعد تمام لوگ جاسر کا
 ملے نماز مطرب کی ادا کی میں مصرعے دو گئے، احتجاج سے نیچے

ایم، اے قادری

میں وہ دن میں حضرت علامہ ابو شاہ تراب الحق قادری لہارہ طرب
کی اہمیت فرماتا ہے۔ تھے اور ہری طرف اسٹیج کے اوپر مولانا محمد
الہ باب قادری کی اہمیت میں فرض لہارہ کی پانچواں تھی اور وہا
کے بعد لوگ سٹاپوں اور ٹوائل میں مشغول تھے کہ اپنا تک ایک
زور دار دھماکے کی آواز سنا لی وہی اور ہر طرف دھویں کے سیاہ
دول چھانکے ایک قیامت کا منظر تھا۔ یہاں پہلے اور قبل
اور اسلام کے نذرانوں سے لفظ کوٹج رہی تھی اب وہاں بھیج
وہاں آدھ لاکھ شور تھا۔ اسٹیج پر علامہ کرام ٹوان میں بہت پت پڑے
تھے اس حادثے میں 60 سے زائد افراد نے جام شہادت نوش
کیا اور 100 سے زائد افراد زخمی ہوئے اس حادثے کی
اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی، گراچہ
کی تاریخ میں پہلا حادثہ تھا جس میں علامہ کرام، سیاسی
و سماجی کارکن اور مذہبی رہنما و اہم افراد کی اتنی بڑی تعداد
شہید یا زخمی ہوئی۔ دیکھتے دیکھتے امر یہ ہے کہ جب سماجی کارکن
اور عام شہری شہداء کی نعشوں اور زخموں کو ایسویفیس اور دیگر
گازہاں کے آسپتال پہنچا ہے تھے اس وقت سندھ
پیس اور کراچی والے کرتے والے انہیں چاہے دھرم سے

[illegible]

تحقیقات مصلحتوں کا شعور ہو کر مردانے کی نظر ہو گئی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اس سانحے میں انتظامیہ اور قانون باز کرنے والے اداروں کا کوئی اہلکار شہید یا زخمی نہیں ہوا یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ اس موقع پر گورنر، وزیر داخلہ اور آئی جی سندھ کی جانب سے جو سیکورٹی پلان بھجوایا جاتا ہے اس پر بھی عمل نہیں کیا گیا۔ اس نااہلی کی وجہ سے 60 سے زائد قومی سطح کی دینی، سماجی، سیاسی شخصیات، طالب علم رہنما اور سنی کارکنان اس سانحے میں شہید ہوئے مگر اس کیس کی تفتیش ایک ڈی اینس، ڈی ایچ جی کا افسر کرتا رہا اور اس الزام کے سانحے کی F.I.R. مظلوم افراد کے خلاف درج کی گئی اور پولیس نے سارا ذرا اس بات پر لگایا کہ کسی طرح اس واقعہ کو خوش حال قرار دے کر اپنی جان چھڑائی جائے، ممکن تھا عوام دہشت گردی کی سبب و اقلیت کی طرح اس سانحہ کو بھی بھول جاتے اگر رحمت حسین جعفری کی سربراہی میں عدالتی ٹریبونل نہ بنتا جسٹس رحمت حسین جعفری نے عوام اور مذہبی جماعتوں سے کہا کہ وہ عدالتی حقیقات کو کامیاب بنائیں اور ٹریبونل سے تعاون کرتے ہوئے اس کے سامنے پیش ہو کر اپنے بیانات دیکھا کر انہیں تاکہ مجرموں کو بے نقاب کیا جاسکے، لیکن سنی علماء اور ہم خیال تنظیموں پر مشتمل "سنی رہبر کونسل" نے اس ٹریبونل کی تحقیقات کا بائیکاٹ کیا، اس عدالتی ٹریبونل کی تحقیقات کے دوران بڑی ناقابل فہم باتیں سامنے آئیں، جب جسٹس رحمت حسین جعفری نے گواہوں اور پولیس افسران کے متضاد بیانات سامنے فرمائے ان بیانات کی روشنی میں جہاں انتظامیہ کی نااہلی سامنے آئی وہاں یہ بات بھی سامنے آئی کہ انتظامیہ نے سانحہ فخر پارک کے کیس کا سنیہا اس کر دیا ہے، 7 جون 2006ء کو عدالت میں ایک واپس کاروائی اس وقت دیکھنے کو ملی جب ٹریبونل کے سامنے 12 ناؤں پولیس افسران نے یک زبان ہو کر کہا کہ "آئی جی سندھ کی جانب سے 12 رقعہ الاول کیسے حاکمی انتظامات کا ہدایت نامہ نہیں 11 اور 12 رقعہ الاول کا رقعہ اول کے ہیں 12 رقعہ الاول کیسے حاکمی اقدامات ایک اور رقعہ اول کو کرنے تھے جس کی تمام تفصیلات ڈی وائی ایچ آریشن کو بھیج دی گئی تھیں۔ اور آئی جی صاحب کا ہدایت نامہ

جو فخر سے ملنے کی وجہ سے اس پر عمل ممکن نہ ہو سکتا۔" جب

پولیس نے آئی جی سندھ کا ہدایت نامہ ٹریبونل کے سامنے پیش کیا تو جسٹس رحمت حسین جعفری صاحب کو یہ دیکھ کر شدید حیرت ہوئی کہ آپسکو جرنل پولیس کے ہدایت نامہ کو بغیر کسی دھڑکی کاروائی کے متعلق انپارچوں کے پاس جوں کا توں بھیجا گیا ہے۔ عدالتی کاروائی کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ انتظامیہ نے ہر معاملے میں اپنی ذمہ داریوں سے کوتاہی کا مظاہرہ کیا اور ممکنہ دہشت گردی روکنے کیلئے کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں کیا تھا۔ اور اب وہ اس سانحے کو ایک خوش حال قرار دیتے اور اسے گریباں چھڑانا چاہتی تھی۔ ڈی وائی ایچ آریشن نے عدالتی ٹریبونل کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ ہم دھماکا ایجنسی سے 27 فٹ کے فاصلے پر ہوا تھا جبکہ فوجی دستوں کی رپورٹ جو کہ 19 مئی کو روزنامہ جرات میں شائع ہوئی، کے مطابق سانحہ فخر پارک خوش حال قرار نہیں تھا، بلکہ دہشت گرد کنٹرول بم دھماکا تھا اس طرح کی ایک اور رپورٹ روزنامہ عوام میں بھی شائع ہوئی کہ فوجی انجینیئروں کے مطابق یہ دھماکا خوش حال نہیں تھا اور نہ ہی اس دھماکے کا تعلق مذہبی دہشت گردی سے تھا، ایک طرف ملک کے صدر، پرویز مشرف صاحب فرما رہے تھے کہ "100 فیصد یقین سے کہتا ہوں کہ یہ مذہبی دہشت گردی ہے تو دوسری طرف سندھ کے وزیر اعلیٰ ارباب غلام رحیم کہتے ہیں کہ سانحہ فخر پارک مذہبی دہشت گردی نہیں ہے۔ آئی اینس آئی سبب سربراہ جنرل حمید گل اس سانحے کو افغانستان سے تاراج تھے، بہر حال بعض مطلقوں کی طرف سے جس جلد بازی میں اس سانحہ کو خوش حال قرار دینے کی جو کوشش کی گئی یہ بات کسی طور بھی شلوک و شبہات سے بالا اور نہیں تھی۔

سانحہ فخر پارک کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل کے سربراہ جسٹس رحمت حسین جعفری کہتے ہیں کہ "پولیس نے اس کیس کا سنیہا اس کر دیا، ان پانچوں سے گئے تو بری ہو جائیں گے" "نورال ہار جگہ 27 مئی 2006ء کی اشاعت کے مطابق جسٹس رحمت حسین جعفری نے تفتیش پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے اور ٹریبونل نے اس امر پر بھی تشویش کا اظہار کیا ہے کہ

قانون کے مطابق 15 دن گزرنے کے باوجود اس سانحہ کی تفتیش مکمل نہیں ہو سکی۔ فاضل ٹریبونل کے استفسار پر انکو آئی اینس نے عدالت کو بتایا کہ اسے 25 سال کا تجربہ ہے اور اس نے بہت سے کیسوں کی تفتیش کی ہے۔ جسٹس رحمت حسین جعفری نے کہا کہ اسے پڑے سانحے کی انکو آئی کیلئے کسی باہر اور ذہین افسر کا تقرر ہونا چاہئے تھا۔ جسٹس رحمت حسین جعفری نے ابتدائی انکو آئی کے دوران پولیس اہلکاروں، پوسٹ مارٹم اور زخمیوں کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں سے مختلف سوالات کئے جس کا وہ تسلی بخش جواب نہیں دے سکے، جس پر جسٹس رحمت حسین جعفری نے کہا کہ یہ ایک اہم نوعیت کا کیس ہے اور اس کی انکو آئی ہر پہلو کو سامنے رکھ کر ہونی چاہئے۔

سانحہ فخر پارک کی تفتیش کیلئے صدر مملکت اور وزیر اعظم کی جانب سے قائم کردہ انتہائی تجربہ کار اور ماہر قومی افسران کی ٹیم کی جانب سے 15 اپریل 2006ء کو ابتدائی رپورٹ صدر پاکستان کو بھیجی گئی، جس کے مطابق فخر پارک میں کی جانے والی دہشت گردی کی اس واردات میں بم بلاست کی انتہائی جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کیا گیا تھا، بم ایجنج سے 4 سے 5 فٹ کے فاصلے پر کسی چیز میں رکھا گیا تھا، جسے دہشت گرد نے مخصوص قوت پر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بلاست کیا۔ اس ٹیکنالوجی کا استعمال زیادہ ایسے اہتمامات یا عوامی جلسے، جلوسوں میں کیا جاسکتا ہے جہاں لوگ کھڑے ہو کر تقاریر سنتے ہوں یا عبادات میں مصروف ہوں۔ رپورٹ کے مطابق اس قسم کے بم بلاست کا مقصد زیادہ سے زیادہ اموات کے علاوہ ایسی فضاء بھی پیدا کرنا ہوتا ہے جس سے تحقیقاتی ادارے خود کش بم دھماکا سمیت دیگر غیر ہم سمتوں کی جانب ہٹک جائیں اور تفتیش کا صحیح رخ متعین نہ ہو سکے۔ اسی دوران ایک مقامی روزنامے میں یہ رپورٹ بھی شائع ہوئی کہ فخر پارک کے بم دھماکے میں استعمال ہونے والی کار کا سراغ لگایا گیا ہے، جس کا بم دھماکا کرنے والے کیلنگ سے رابطہ تھا۔ پولیس نے سانحہ کی تحقیقات کے دوران 17 افراد کو بھی حراست میں لیا اور اس دوران مجرموں تک پہنچ جانے کے

اثر سے بھی دے گئے تحقیقاتی کمیٹی کی جانب سے یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ وہ سائنس پارک کے قاتلوں تک پہنچ چکی ہے اور اس کی اصل کڑیاں کراچی میں ہی ہیں، اگر قاتلوں کو بے گناہ کر دیا تو کراچی کی برقی کثرت پارک میں جانے کی بات خیر ہے۔ کتنا تھا کہ حکومت قاتلوں تک پہنچ چکی تھی لیکن شرم میں شہادت کے خوف سے منظر عام پر نہیں لارہی ہے۔

حکومت نے سرکاری قاتلین کو اس امر کا بھرپور یقین دلایا تھا کہ اس سانحے کی تحقیقات کو منظر عام پر لایا جائے گا اور غریبوں کو گرفتار کر کے انہیں کیڑا کر دیا جائے گا مگر تاہم گزیر آج دو سال گزر چکے ہیں، نتیجہ اداروں کی

تحقیقات اجوری پڑی ہیں، جنس رحمت حسین ہنغری کی سرحدی میں قائم کیا جانے والا ریل مقررہ مدت میں کارروائی مکمل نہیں کر سکا اور اس کی ساری کارروائی داخل دفتر ہو چکی ہے۔ ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ اتنے بڑے سانحے کو جہاں حکومت اور حکومتی اداروں نے سنجیدگی سے نہیں لیا وہاں ایکشن کمیٹی کے قاتلین اور ذمہ داران بھی کوئی قابلِ قصص کردار ادا کرنے سے قاصر ہے، اس سانحہ کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ تمام حکومتی یقین دہانیاں اور جھوٹ کے باوجود ابھی تک اس سانحے کے اصل ملزم منظر عام پر نہیں لاتے ہوئے۔ حکومتی مجبوریوں اور مصلحت کوئی آج بھی ساتھ

نشر پارک کی تحقیقات اور اس کے اصل حقائق کی روش میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ بدست گردی کے واقعات کی ایک تمام کیلئے نتیجہ خیر اقدامات کا کرنا اور ان مذہب کاروائیوں میں ملوث افراد کے خلاف ہر مصلحت سے بالاتر ہو کر کارروائی حکومت کی ذمہ داری ہے، یہی انصاف کا تقاضا ہے اور شہداء کے نشر پارک کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آج اسی اہم موقع پر ہم حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سائنس پارک کے اصل ذمہ داران کو قوم کے سامنے لائے اور انہیں قرا، واقعی سزا دے کر نشانِ عبرت بنائے۔

نشر پارک کراچی میں عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ جلوس، تاریخ کے آئینے میں :

بقول جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی، شہر کراچی میں ابتداً ”انجمن مسلمانان پنجاب“ پاکستان بننے سے پہلے اور پاکستان بننے کے بعد عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا کرتے تھے، اس جلوس میں مینڈ باجے وغیرہ استعمال ہوتے تھے، امام الشاہ احمد نورانی نے اس پر اعتراض کیا، مولانا نورانی کا موقف تھا کہ ہمارا جلوس خالصتاً مذہبی نوعیت کا ہونا چاہئے جس میں نعت خوانی، ذکر اذکار اور علمائے کرام کی تقاریر ہونی چاہئیں، میں نے مولانا نورانی کی اس تجویز کو پسند کیا اور اس متبرک کام کا بیڑہ اپنے ذمے لے لیا، یہ سعادت بھی فقیر کو نصیب ہوئی کہ 1965 میں جلوس کا روٹ طے پایا اور اسی سال اس متبرک کام کا آغاز ہو گیا، عید میلاد النبی کا پہلا جلوس نیو میکس مسجد بولٹن مارکیٹ سے شروع ہوا اور نشر پارک جا کر اختتام پذیر ہوا، 43 سال گزرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور رحمت دو عالم کی نظر اقدس کے طفیل آج بھی یہ سلسلہ پوری آب و تاب سے جاری ہے، اور جب تک شمع رسالت کے پروانے زندہ رہیں گے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جلوس کے بانی ارکان میں یہ حضرات شامل تھے۔

(1) حضرت امام الشاہ احمد نورانی صدیقی ،

(2) شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ، (3) مجاہد ختم نبوت صوفی ایاز خان نیازی

(4) خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ، (5) فقیر جمیل احمد نعیمی ،

گستاخی معاف ؟

二九三

[illegible]

حضرت سیدنا محمدؐ کی اس جہت میں شاقی کرنا ہے اسی
کی بنا پر کہ جسے یہ حضرت سیدنا محمدؐ کی جہت کا
بڑا رشتہ دیکھ کر اپنے کہہ بہتوں کی ذرا سی جلی تپنے
پے پانی کا قی ہے یہاں کی کھانہ کی کھانے کے لئے ہ
مستون کی بیڑی میں پھر انہوں نے ہر ایک کی خاطر سے بہت
جہت حضرت سیدنا محمدؐ کی اس جہت کا پرہیز کیا ہے ان کی ہر
جہت پر وہاں کی مجلس میں ہر روز کھانا سونچا ہوا ہے اور
یہ جہت حضرت سیدنا محمدؐ کی اس جہت کا پرہیز ہے جسے حضرت

[illegible]

وہاں پہلے سے بیٹھ چکے تھے اور ان کے ہاتھ پر
میں نے اپنے ہاتھ کی طرح دیکھا تھا۔
میں نے یہ بھی سمجھا کہ میں نے اس کا
دستار لیا ہے۔



صاحب نے اپنی بی بی میں باقاعدہ شریعت اختیار کرانے سے
 انہیں باوجود کہ وہ سے عقد راجعی کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کو
 اہل بیت پر عذر ملے گا کہ ان کے منکر میں یہ خط ہے عقد راجعی کا
 سرچشمہ ہے۔ مثلاً پانی میں شہادہ کا فقرہ لکھنا ہے کہ کلام
 صحیحی پانی میں جو کلام صحیحی کیلئے لکھا ہے۔ یہ کلام
 خداوندی ہے۔

[illegible]

و عکسوں کو عکسوں پر عکس ہونے والے عکسوں
کے پائل کے عکسوں پر عکس ہونے والے عکسوں

پیش رو ہوں۔

پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں، جس پر روایتی جماعت کی فصل
سریعاً فرماتے ہیں: اے چوہ دروہی صاحب نے عبد الرشید
غازی کو دروہی مذکورہ کی جگہ دی تھی، تاہم جو کچھ کہہ رہے ہیں
جنگ کر رہے ہیں، میری بیوی نے بھی اپنے کمرے سے فی دی
شکوہ کیا ہے لیکن میں موقع پر جب غازی عبد الرشید کو چوہ دروہی
صاحب کی ضرورت پڑی تو یہ ہوا میں گر گئے کچھ نے شک جب
بانت فرمایا۔

پھولے چوہدری صاحب کے تعلیمی انکشاف کی
بازگشت C.N.N پر لکھی جاتی تھی یہ الگ بات ہے کہ چوہدری
صاحب اور ان کے ہم قبیلہ چوہدری، وزیر نے جاگیردار اور
مظہر نامہ لکھ اپنے حراغوں، ہارلیوں اور مریدوں کو تعلیم سے
گھوس دیا، کہتے ہیں ڈاکٹر شریف کی چارو کوٹ، ہاؤس بکرات
میں چوہدری صاحبان نے کمرہوں پر اٹھوایا تو لیکن چشم ملک
نے دیکھا کہ جب ڈاکٹر شریف صاحب ملاخوں کے پیچھے تھے
چوہدری یہ اور ان شرف صاحب کے ہم خیال بن گئے، اسی
ہم خیالی میں چوہدری یہ اور ان نے نوپ اکیر لکھی، ان کے
برخاستی مراسم تھے انیس بیس پشت ڈال دیا، حقوق نسواں مل
کو بھی ختم کر دیا، پاکستانیوں کے قتل عام پر چپ کا دھڑ دھکا لیا
املا سے ملائی وہاں کی ریچہ چوہدری صاحبان کیلئے اب بھی
وقت ہے کہ شرف کے ہاگرو کارناموں کے وکیل منائی جئے
کی بجائے اپنے آپ کو انسانی عدالت میں پیش کر دیں کیونکہ
پاکستانی قوم نے حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کے وصال کے
بعد آج تک پاکستان کو معاف کرنے کا اعتراف نہیں کیا
آپ اب بھی چوہدری یہ اور ان کے گھرانے کے ستون بنے
یہ قائم رہتے تو چوہدری یہ اور ان پر یہ قولہ صادق آئے

خیر ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی شوریٰ
و عالم نے تین رنگی کمپنی تشکیل دے دی ہے۔ کمپنی میں پیر اعظم
امجد باغی، صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور قادری محمد زار بڑا اور شامل
ہوں گے۔ قاضی حسین احمد اور مولانا فضل الرحمن کو مجلس عمل قائم
رکھنے پر نہ کوہ کمپنی آما دو کر گئی، امام غزالی کے وصال کے بعد
محمد و مجلس عمل میں نہ شامل رہا نہ محمد و سب سے حضرت مولانا سید
الحق اپنے مقادات کی خاطر مجلس عمل سے علیحدہ ہو گئے اور خود
میت میں حاجہ کمپنی کے رکن بن گئے اور اپنے صاحبزادہ کو
قوی اسٹیبل میں اسٹیڈ جگ کمپنی کی چیئر مین شپ دلا دی۔ مولانا
نورانی کے وصال کے بعد چند ہی روز بعد مجلس عمل کے عاملہ میں
نے ایل ایف لوکا کڑ و انجوت نوش فرمایا۔ مولانا نور پستان اور
گوپلو میں مسئلوں کا قتل عام ہوتا رہا، اور مجلس خاموش تماشائی

میں رہی، نام نہاد ختونی نسواں میں منظور ہو گیا اور وارثانِ مخراب
 و منہر و حدو کے بازو اٹھائے و حدو نہ کر سکے۔ بے یو پی کو اسی
 دن مجلسِ محل سے الگ ہو کر اپنی ٹیک ٹائی میں اضافہ کرنا چاہئے
 تھا، جس دن اہل ایف او کی منظوری ہوئی تھی، کیونکہ یہ اہل
 ایف او تھا جس پر مولانا شاہ احمد نورانی کا ایک اصولی موقف تھا
 یہ آئین کا حصہ نہیں بن سکتا، بقول میاں رضا باقی مولانا نورانی
 نے نظامت کے بازو ایمان والا میں تین کھٹے کھڑے ہو کر
 ہمارے ساتھ لو اہل ایف او کے غریب لوگوں کے رہنے والے تھا ہات
 کے موقع پر فضل الرحمن نے بے یو پی کے ساتھ جو درآمد چاہا
 بے یو پی کے تمام قائدین، عمود اور حضرت صاحبزادہ ابو الخیر محمد
 رفیع خصوصاً اس سے آگاہ ہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ اس وقت بھی مولانا
 نورانی کے پروانے چاٹا، پاکستان کے ہر ضلع اور تحصیل میں
 موجود ہیں، ایچ این منا سب کچھ نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور

مقام مصطفیٰ ﷺ کی خاطر لوگوں نے کیلتے تیار ہیں، امر کا رٹی اور سیاسی پلیٹ فارم پر اہلسنت کی نمائندہ جماعت جمعیت علماء پاکستان کو کھنہاٹا ہے، تحریک منظم قیادت نہ ہونے کی وجہ سے یو پی کے کارکن آہستہ آہستہ حق پر ہوتے ہیں، عثمانیہ جتے یو پی کو چاہتے کہ وہ مسلمانوں کو سہارا لینے کے بجائے اپنے ہی پلیٹ فارم کو منظم کریں، اس وقت سے یو پی کی جو صورت حال ہے، اگر عثمانیہ جتے یو پی لے آئیں تو کیا تو آئندہ دو تین سالوں کے بعد اہلسنت کی نمائندہ سیاسی جماعت سے یو پی کا واقعی حال ہوگا جو اس وقت نواب زادہ نصر اللہ مرحوم کی پاکستان جمہوری پارٹی حمید الدین امشرقی کی خانہ تحریک اور آئے مارشل اصفیٰ تحریک استبدال کا ہے۔

لذا میں پھر رہے ہیں غزاں کے ہر گاہ سے
چمن بیابان فم آشیان کا وقت نہیں

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله



اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔

جب تک میں اسے اسکے والدین اسکی اولاد اور تمام

انسانوں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔ (بخاری)

عطيه اشتھار

ایک زندہ خدا

عدلیہ کا بحران

صدر پرویز مشرف کے گزشتہ سال ۳ نومبر اور اس کے بعد بحیثیت چیف آف آرمی اسٹاف کے غیر آئینی اور غیر قانونی اقدامات پر مہر تصدیق شدہ کر کے ملک کی سب سے بڑی عدالت نے خود عدلیہ کو اس کی اہم ترین مقصودیات "آزادی اور عداوت" سے محروم کر دیا، کیجیٹو ملک فرد واحد کو 1973 کے آئین سے ترمیم کا قیام لیا، لے کر آئین اس پہلے سے منسوخ شدہ ملک میں کہا جائے دیا کے معذرت ترین آئین میں اپنی مرضی سے طریقہ نئے کاوی کی اجازت دے دی، اعلیٰ عدالتوں کے آزاد کشمکشوں سے محروم ہونے سے اس ملک کے عوام نے اپنا اہم ترین اثاثہ عدلیہ پر ان کا اعتماد، جو معزول چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی عدالت کے ۲۰۰ ہلالی کے فیصلے سے کسی حد تک بحال ہو گیا تھا بھی کھو یا ہے، وہ ملک کی معزول ججوں کی عدالت کی تحریک زور و شور سے جاری ہے، اس عدالت سے جو کلمہ سب سے زیادہ زیر بحث رہا ہے وہ یہ ہے کہ آئین ایک انتظامی علم کے ذریعے بحال ہو سکتے ہیں یا اس کے لیے ججوں کی عدالت کی پارلیمان کی سادہ اکثریت سے قانون سازی جائز ہے یا پھر اس کے لیے دو تہائی اکثریت سے آئینی ترمیم کی ضرورت ہے، میری رائے میں ججوں کو جس طرح ایک انتظامی علم کے ذریعہ معزول کیا گیا اسی طرح انتظامی علم کے ذریعہ بحال بھی کیا جاسکتا ہے، ہر سال یہ ایک آئینی اور قانونی مسئلہ ہے، لیکن سوالات کا جواب خود کو دیکھ بھی ہو، اس مسئلہ کے لیے ہے کہ اس امر پر ۱۸ فروری کے انتخابات میں فتح پاب ہونے والی تین اہم جماعتوں پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق) اور عوامی تحریک پارٹی کا انتخابی اکر آتا ہے کہ طرف ججوں کو بحال کیا جائے، ایک جمہوری معاشرے کے قیام کے لیے آزاد عدلیہ انتظامی ضرورتی ہے، جمہوریت کے لیے کیا جاتا ہے

کہ جو مقام ہے اس لئے تمام نے اسے تمام کی طرف سے سب سے اعلیٰ
درجے کے ہر سے میں تمام تمام میں و انہوں نے کہا ہے کہ
صدر صاحب کی پالیسیوں کے خلاف تمام اعلیٰ و اعلیٰ تمام سے یہاں
یہ امر قابل توجہ ہے کہ تمام نے سب سے اول درجہ میں تمام
پروہ کی لی نظر کی کے لئے اس سال تمام کی کے تمام کے

محمد خالد اختر ایڈوکیٹ

حکومت جس طرح اپنی رائے کا اظہار کیا، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں
 ، انہوں نے گفتگوں، بیانات، جلسوں کا اظہار کر کے ملکوں میں اس کے
 ملکوں میں بے لوث چل کر اور بیادوں کی تعداد میں ان کے
 استحکامیہ اجتماعات میں شرکت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ نہ
 صرف عدلیہ کی آزادی کے قائل ہیں بلکہ اس کے اعلیٰ ترین
 منصب کے حامل اسبابی پر پورا اعتماد کرتے ہیں، مذکورہ قضیوں
 پر امتیاز، جسوری، اقدار پر یقین رکھتی ہیں اور ان کے سربراہان
 و دیگر دنیا مختلف اور اس میں طرح طرح کی آزمائشوں سے گذر
 چکے ہیں لہذا یہ گمان کہ یہ جسوری اور ان کے بالخصوص عدلیہ کی
 مشابہتی و معالیٰ سے کسی طرح پہچان نہیں کی جائے گی یا یہ کہ انہیں جو اس
 ملکوں کا احساس نہیں ہوگا، نہ صرف ثابت ہو سکتا ہے بلکہ یہ
 اپنی رائے کا اعلیٰ از وقت اظہار کرنے کے مترادف ہوگا جو کسی
 طرح بھی درست نہیں اور لکھنؤ کے اعلان مری اور موافق
 بعض پارٹی کے سربراہان اسلام آباد کی رائے کے مطابق اس کی
 عدلیہ کے طریقہ کار کی تائید کے بعد ان کے اس بیان پر مباحثوں کے
 حوالے سے قیام آراء میں اس کی تائید کوئی گمان نہیں، اس ضمن
 میں ایک اور بات جو پاکستان فیلڈ پارٹی کے شریک مجاہد میں

[illegible]

کوئی ہیر نظر نہیں آتی لیکن یہ بات پیش نظر ہے کہ یہ صوبے کی باقی کورٹ (عدالت عالیہ) صوبے کے ماتحت عدالتوں کے تھوں کی نہ صرف بھرتی (Appointment) کی نگاہ سے بلکہ ان کے انتظام، انصرام اور کارکردگی کی نگاہ سے بھی دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح ملک بھر کے اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی بھرتی (Elevation) پر ہم کورٹ کے چیف جسٹس کے مشورے سے ہوتی ہے۔ اس لیے اگر اعلیٰ عدالتیں آزاد ہوتیں تو ان کی تو اس کے بالواسطہ اثرات ماتحت عدالتوں پر ضرور پڑتے ہیں، اس ضمن میں اختیارات میں شائع شدہ کچھ خبریں اور دیگر واقعات سے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، یہ لگائی حالت کے لحاظ سے اور روز بعد بھی صوبہ سندھ میں جس سے جا کی ایک درخواست پر تھانہ پر چھاپہ مارنے والے بمسزیت کے ساتھ تعاون نہ کرنے پر متعلقہ ڈیپوٹیشنل سیشن جج نے تھانہ کے S.H.O کو اعتماد جوڈکال ٹولس جاری کیا تو جس کے اجراء کے چند گھنٹوں کے اندر ہی جج صاحب کو سندھ کی عدالت عالیہ سے حکم ملا کہ وہ اپنی ذمہ داری سنبھالے اور کے حوالے کر کے فوراً عدالت عالیہ کو کراچی پہنچتے کریں، کیا ایک تھانے دار اتنا بااثر ہے کہ اگر جج صاحب کے بعد چاروں کے عرصے میں سندھ کی ماتحت عدالتوں میں ججوں کے تبادلوں کے بچتے امکانات جاری ہوئے ہیں، شاید عمومی حالات میں چار سال میں بھی نہ ہو سکیں، اس کے علاوہ لا تعداد ایسے ججوں کو بحال کیا گیا ہے جن کو تاحی کاروائیوں کے بعد ملازمت سے فارغ کیا گیا تھا، اور ان کی اصل بھی خارج ہو چکی تھیں، اس طرح کے اقدامات سے

ان امور کو بھی مد نظر رکھنا ہمارے خیال کی دل چسپی دیتی ہے۔ صوبہ سندھ میں ججوں کی بھرتی کی حالت میں عدالتوں کی ترقی کے لیے نہیں نے سفارشات کی تو وہ اس حد تک متعلقہ ہوں گی، اس طرح اگر فی تواریس کی گئیں تو وہ کس قدر سیرت پر ہوں گی، اس کے علاوہ ایک اور اہم وجہ اپنی قومیت کا پیلاؤ تھا ہے، ججوں کی عدالت کے ججائیں کی جٹ کشمیری کے لیے کافی ہے، گھوڑے سندھ کو سندھ والی عدالت میں ایک تقریب سے خطاب کرتا تھا جو شام کو چاند سے کے بعد سندھ سول سروس میں ماتحت عدالت کے ججوں کو ان میں سے ججایا گیا جس طرح اساتذہ کرام کو ججایا جاتا ہے، اور ان کی سکولوں کے اساتذہ کو ججایا جاتا ہے، ججوں کی جٹ قومیت کے ججائیں کے ججوں کی عزت نفس بھروسہ ہوئی بلکہ ان کے اعتماد کو بھی جیس جیٹی اور اس سے ان کی کارکردگی بھی متاثر ہو سکتی ہے، سابق وزیر اعلیٰ سندھ ارباب غلام رحیم کے طرز تفکر سے ان وقت نہیں اور عدلیہ کے بارے میں انہوں نے جو زبان استعمال کی، اس پر چڑے ملک کی انکسٹر ایک اور پرت میڈیا کو مارے لیکن ان کے خلاف تو جین عدالت کے مقدمہ میں کیا فیصلہ ہوا، اس جج کے دل فرامی واقعات کے مقدمہ میں عدالت عالیہ سندھ کے فیصلے کے بعد ہر معقول ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ اگر خود ریاست کسی وجہ سے اپنے شہریوں کے جان و مال، عزت و آبرو و تجارت و کاروبار اور ان کے آزادانہ نقل و حرکت کے بنیادی انکی حقوق کا تحفظ نہ کر سکے تو ایسی صورت حال میں عدالتوں کا کیا کردار ہوگا۔

چاہئے اس تمام صورتحال سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ایک آزاد اور خود مختار اور ان صفات سے عاری عدلیہ میں کیا فرق ہے، ڈکٹا کی تھوں کی عدالت کے لیے موجود اگر ایک ملک میں آئین کی بنیاد پر قانون کی سرکاری اور عدلیہ کی آزادی کی تحقیر منزل کی جانب ایک سنگ میل ہے، جہذا ملک کے تمام طبقات پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس جدوجہد میں ان کا ساتھ دے، اسی میں پاکستان کی سلامتی و جہاد اور ہمارے تمام مسائل کا حل پوشیدہ ہے، آخر میں ایک انتہائی اہم نکتہ کی نشاندہی ضروری ہے، اعلیٰ عدالتوں کی عدالت کے لیے پارلیمان سے رجوع کرتے ہیں، جس سے عدالت کی حکمت عملی پر منحصر ہے لیکن ان کی آئین کی دفعہ (6) کو بھی مروجہ طور پر سمجھنا چاہیے کہ ان کی توڑنے، منسوخ کرنے ایسی کوشش کرنے والے ملک میں کتنا جہاد و معائنات کرنے والے کو ملک و قوم سے بھلائی کا ستون ہے، قرار دیا گیا ہے۔ اور ایسے جرائم کے مرتکب افراد کی سزا کا تعین کرنے کی ذمہ داری پارلیمان پر ڈالی گئی ہے لیکن بد قسمتی سے اب تک پارلیمان نے اپنی اس ذمہ داری کو نہیں نبھایا اور کئی وجہ ہے کہ ہر آمر ایسے گناہوں کے جرم کا بڑی دیدہ و دلیری سے مرتکب ہوتا ہے، اور وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ ملک کے سب سے بڑے مسئلوں پر رازدور کو بھی اپنے ساتھ اس جرم میں شریک کر لیتا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ پارلیمان کی مصلحت کا شکار ہوئے بغیر اس اہم قانون سازی کی طرف متوجہ ہوں کہ آئندہ کوئی آمر آئین کو توڑنے کی جسارت نہ کرے۔

افق کی اشاعت

”اس جشن عید میلاد النبی کا ایک خوبصورت تحفہ ہے“

قارئین ”افق“ کو ”جشن عید میلاد النبی“ مبارک ہو

منجانب: سعید احمد خان صابری

(سماجی رہنما و جنرل سیکریٹری عالمگیر حنفیہ مسجد باہر مارکیٹ لاٹھی)

9 مارچ سے 9 مارچ تک

”آئین و قانون کی بالادستی اور آزادی عدلیہ کی جدوجہد کا ایک سال“

9 مارچ 2007ء پاکستان کی تاریخ میں ایک سیاہ ترین دن بنی۔
 شہیت بکھتا ہے، اس دن پاکستان کے فوجی بھڑان جنرل پرویز
 مشرف نے ملک کی سب سے بڑی عداوت کے چف جسٹس
 افتخار محمد چوہدری کو اپنے کیمپ میں بلا کر پہلے ان سے استعفی
 دینے کا مطالبہ کیا اور جب انہوں نے استعفی دینے سے انکار
 کر دیا تو انہیں کی گھنے قید رکھنے کے بعد بدعنوانی اور اختیارات
 سے تجاوز کے الزامات عائد کرتے ہوئے آئین کی مصلحت
 آرٹیکل کے تحت ان کے خلاف ایک ریفرنس دائر کر کے معطل
 کر دیا، اور ان کی جگہ پر دستور کے واضح احکامات کے باوجود
 ایک قائم مقام چف جسٹس مقرر کر کے نیا کی تاریخ میں نظام
 عدل کے خلاف کمانڈو ایکشن کی ایک ایسی نادر مثال قائم کی
 جس کی نظیر اس سے قبل ہمیں دنیا کی تاریخ میں نہیں
 ملتی، چف جسٹس کے خلاف حکومتی کمانڈو ایکشن کا یہ سلسلہ
 صرف ان کی معطلی پر ختم نہیں ہوا بلکہ ان کے ساتھ تہایت جنگ
 آمیز سلوک اختیار کیا گیا، انہیں زبردستی سپریم کورٹ جانے
 سے روکا گیا، ان کی نگار سے چف جسٹس اور گھر سے قومی مینڈا
 اتار گیا، گھر پر پولیس اور بھڑکی بھاری فخری تعینات کر کے
 انہیں گھر میں نظر بند کر دیا گیا بغیر کے ذریعے ان کی گاڑیاں
 اٹھائی گئیں، اور بیرونی دنیا سے رابطے کے تمام ذریعے منقطع
 کر دیے گئے، ان اقدامات کے نتیجے میں فطری طور پر کچھ لحاظ
 کے لئے پورے ملک پر ایک سخت کی سی کیفیت طاری ہوئی لیکن
 جلد ہی دکھ، حیرت اور افسوس کے بادل چھٹنے لگے اور جیسے ہی
 قوم کو معلوم ہوا کہ معزول چف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے
 عدلیہ پر حملہ آور ہونے والوں کے ساتھ ہتھیار ڈالنے سے انکار
 کر دیا ہے اور اپنی اور عدلیہ کی حفاظت اور قانون کی بالادستی کی
 جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے تو پوری قوم ایک نئے جذبے کے
 ساتھ معزول چف جسٹس کے ساتھ یک جہتی کے اظہار اور
 عدلیہ کی آزادی، عزت و وقار، دستور و قانون کی بالادستی اور

حکومتی وراثت از چوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی اور کراچی تا خیر
 تک ایک زبان ہو کر انصاف اور قانون کے تحفظ کے لئے سرگرم
 عمل ہو گئی، دیکھتے ہی دیکھتے معزول چف جسٹس کے ایک
 حرف انکار کی بدولت ملک بھر کے دکھاء اور مول سوسائٹی اور
 سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کی جدوجہد ایک باقاعدہ تحریک کی
 شکل اختیار کر گئی، اور معزول چف جسٹس کے دکھاء سے ستر
 اعجاز اسمن و طارق محمود، حامد خان، جسراے ملک اور علی احمد گز
 نے معزول چف جسٹس کی باعزت بحالی کی اس تحریک کو
 باقاعدہ منصوبہ بندی اور اس قدر منظم طریقے سے چلا دیا کہ اس

عبدالرؤف مصطفائی

نے حکومت کو ٹھٹھا ہے پس کر کے رکھ دیا، گو کہ معزول چف
 جسٹس کی بحالی کی اس جدوجہد میں بے شمار دکھاء، پولیس تشدد کا
 نشانہ بنے، پچاس سے زائد افراد اور لگی دکھاء، اپنی جانوں سے
 ہاتھ دھو بیٹھے، فوجی فرائل پر حملہ کیا گیا اور میڈیا کی آزادی پر
 پھر سے لگائے گئے لیکن بالآخر 20 جولائی 2007ء کو ملک بھر
 کے دکھاء، مول سوسائٹی اور عوام کی جدوجہد چف جسٹس آف
 پاکستان افتخار محمد چوہدری کی اپنے عہدے پر باعزت بحالی پر
 اختتام پزیر ہوئی۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ
 رہا ہے کہ غلام محمد اسکندر مرزا اسلام آباد میں رجسٹرڈ میڈیا رجسٹر
 سے لے کر جنرل پرویز مشرف تک پاکستان کا آئین نہ آنے
 والے حکمران کہنے صرف ایک ایسی دستاویز کی صورت اختیار
 کر گیا، جس کی حکمران جب چاہیں اور جیسے چاہیں تعبیر و تفسیر
 کر لیں، ہر ماہر عمل اور دوسرے منصف پارلیمنٹ کی حیثیت سے
 اسٹیپ کی جی نہیں رہی، تمام ریاستی اداروں کے اختیارات اور
 حقوق طلب کئے گئے اور اقتدار کے سارے سوتے سارے

جسٹس اور سارے راستے ایک ہی ذات چف ایگزیکٹو میں مرکوز
 ہو گئے، اس صورتحال میں عدلیہ کا کردار ”نظریہ ضرورت“ کی
 وجہ سے معاشرے کے اکثر طبقات کیلئے سوالیہ نشان بنا
 رہا، بھاری قومی زندگی کے جوڑو دو جوڑ کے ٹھہرے ہوئے پانی
 میں پہلی پٹیل اس وقت پیدا ہوئی جب عدلیہ کے کئی معزول
 صاحب ضمیر ججوں نے جنوری 2000ء موجودہ حاکم وقت کے
 نافذ کئے ہوئے (P.C.O) پی ای، او کے تحت حلف اٹھانے
 سے انکار کر دیا، ان معزول جج کا (P.C.O) پی ای، او کے تحت
 حلف اٹھانے سے انکار آزاد و خود مختار عدلیہ کی جانب دو پہلا
 قدم تھا جس نے سپریم کورٹس کے مجر کو 9 مارچ 2007ء کے
 غیر آئینی حکومتی فیصلے ”چف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی
 معطلی“ کے احکامات ماننے سے انکار کی راہ دکھائی، اور
 20 جولائی 2007ء کو سپریم کورٹ کے فرائل جج کے چف جسٹس
 افتخار محمد چوہدری کی فرائل پر وکٹوں کے ساتھ بحالی کے منقطع فیصلے
 نے پاکستان میں ایک آزاد و خود مختار اور باوقار عدلیہ کی بنیاد رکھ
 کر ملک میں طاقت پر قانون کی بالادستی کے اصول کو قائم
 کر دیا، فرائل کورٹ کا یہ تاریخی فیصلہ غلطیوں کی باری اس قوم کیلئے
 روشنی کا پیغام اور مستقبل پر بھروسے کی لویہ لایا تھا، قوم کو امید کی
 ایک نئی کرن دکھائی دی تھی وہ سمجھتے تھے کہ چف جسٹس افتخار محمد
 چوہدری کی قیادت میں 60 سالہ طویل سیاہ غلطیوں کی رات
 کے ظلم سے تاریخ نے ایک نئی کورٹ لی ہے، قوم بہت پر امید
 تھی اور وہ چف جسٹس کی قیادت میں انصاف، احتساب
 و قانون کی بالادستی اور کسی تیز و امتیاز کے بغیر عزموں کو کینٹر کردار
 تک پہنچنے دیکھنا چاہتی تھی لیکن افسوس کہ عدلیہ کی بحالی اور
 آزادی زیادہ عرصے قائم نہ ہو سکی، دکھاء کے حکمرانوں کی ہوش
 سے یہ کوشش اور خواہش رہی کہ عدلیہ ان کی مرضی و مفاد کے
 مطابق فیصلے صادر کرے اور عوام الناس میں اپنی عزت و وقار
 کھو بیٹھے ملک سے قانون و انصاف کا جنازہ اٹھ جائے، کبھی

بھی لوگوں کے دلوں میں تبدیلی کی خواہش پیدا نہ ہو، ماضی کوئی سر اٹھائے اور نہ ہی کہیں سے کوئی آواز بٹاوت بلند ہو، عوام غم و ہجر اور زیادتی کے آگے سر تسلیم خم کر کے حاکم کی رضا کے مطابق زندگی گزاریں، تاکہ ان کا اقتدار قائم و دائم رہے اور وہ طویل عرصے تک ملک و قوم کی تقدیر کے مالک بنے رہیں، چنانچہ 3 نومبر 2007ء کو چیف جسٹس جناب افتخار محمد چوہدری کے جرات مندانہ فیصلوں اور عام آدمی تک انصاف کی فراہمی کے عزم کی راہ میں اجماعی مجلس کی دوبارہ کھڑی کر کے ان کا راستہ روک دیا گیا، اور نہ صرف چیف جسٹس بلکہ ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ 60 سے زائد ججز نے P.C.O کے تحت حلف اٹھانے سے انکار کر کے عدلیہ کی آزادی کی نئی راہیں متعین کیں، معزول چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے 5 مئی 2005ء کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا عہدہ سنبھالا تھا اور قواعد کے مطابق 2012ء تک انہیں اس عہدے پر تعینات رہنا تھا، جب سے وہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس بنے انہوں نے سرعت سے عام اور غریب آدمی کے مسائل پر سوچوٹ ایکشن لینے شروع کئے تھے، جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں عدالتوں کا احترام بھر اگڑائی لینے لگا اور عوام کی توقعات عدالتوں کے ساتھ وابستہ ہونے لگیں، فورٹھ تا جگہ کا کہیں ہو، شادی بیاہ کے کھانوں کا مسئلہ ہو، وٹی اور سوارہ کی رسم ہو یا پھر ہنسٹ، چیف جسٹس کے سوچوٹ ایکشن نے عوام کے دلوں میں محبت اور احترام میں اضافہ کیا، وہ نیکی و خیر، اخبارات اور عام آدمی کی درخواستوں تک پر ایکشن لیتے تھے، اور اسی وقت تمام سرکاری مشینری کو عدالت میں طلب کرتے تھے اور مظلوموں کو انصاف اور فوری ریلیف دیتے تھے، وہ دکھا، کی

دو، سو سے پر گیس پٹاری نہیں کرتے تھے، وہ بھری عدالت میں حکومتی اہلکاروں کو ڈانٹتے بھی کر رہے نہیں کرتے تھے اور ان کی ذات غیر آئینی اقدامات کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی جاتی تھی، جس کی وجہ سے عوام کر سکی ان سے سخت کاٹاں تھیں اور ان کے لئے ایسا چیف جسٹس، کاظمی برداشت اور نہ قابل قبول تھا، یہی وہ وجوہات تھیں جو چیف جسٹس کی دوبارہ معزولی کا سبب بنیں اور حکومت کو ان کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنے کیلئے ایمر جسٹس کا سہارا لینا پڑا۔

آج چیف جسٹس اور عدلیہ کی معطلی کو چار ماہ سے زائد عرصہ بیت چکا ہے، چیف جسٹس اپنے خاندان کے ساتھ گھر میں نظر بند ہیں، ملک بھر کے دکھا، ان کی بھالی کے حق میں عدالتوں کا بائیکاٹ اور احتجاجی مظاہرے کر رہے ہیں، عوام اور سول سوسائٹی سراپا احتجاج ہے اور عدلیہ کی بھالی کا مطالبہ روز بروز زور پکڑتا جا رہا ہے، 9 ماہ کی عدلیہ کی جدوجہد کو ایک سال ہو رہا ہے، ان موقع پر ملک بھر کے دکھا، نے ہفتہ سیاہ منڈے کا اور معزول ججز کی صدارت میں بار کونسلو میں کنونشن منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے، دوسری جانب دکھا، سول سوسائٹی اور سیاسی جماعتوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ کو دیکھتے ہوئے حکومت نے بھی عدلیہ کی بھالی کا ان شرائط پر مشروط مندر یہ دیا ہے کہ بھال کے گئے بیج صدر کے خلاف کیسوں کی سماعت نہیں کریں گے، معزول چیف جسٹس بھالی کے بعد رضا کارانہ طور پر مستعفی ہو جائیں اور سیاسی جماعتیں پارلیمنٹ میں صدر کے خلاف مواخذے کی تحریک چلیں نہیں کریں گی، لیکن حالات و قرائن بتا رہے ہیں کہ چیف جسٹس نے ماضی میں بھی اس قسم کی شرائط اور مراعات کو ماننے سے انکار کر دیا تھا اور آج بھی ان

سمیت چوہدری قوم کا مطالبہ غیر مشروط طور پر 3 نومبر کی پوزیشن پر عدلیہ کی بھالی ہے، اس وقت قومی منظر عام پر یہ ہے، عوام مسلم لیگ (ن) کی جانب سے انکسشن میں عدلیہ کی بھالی کے لئے کئے وعدے کی پاسداری کے منتظر ہیں، انہوں نے ذرا دل بھاری اور دکھا، سے قوم و ملک کی آزادی اور کالانہ طرز حکمرانی کے خلاف مزاحمت کی امیدیں وابستہ کر لی ہیں، عدالتی تحریک کے بعد دکھا، یہ ادوری اور اہل بھلائی و دلوں ہی قدم سے قدم مار کر آگے بڑھ رہے ہیں، جس سے حکمرانوں کی اخلاقی ساکھ اور قانونی و آئینی جواز بڑی طرح بھروسہ ہو رہا ہے، عدلیہ کی بھالی اور قانون کی بالا دستی کا سہرا بھی جاری ہے، معاشرہ تیزی سے سماجی انقلاب کی طرف بڑھ رہا ہے، اور معزول عدلیہ میں انقلاب کی ہیرو بن کر ابھر رہی ہے، آج چوہدری قوم بیکار، بیکار چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو اپنے مسائل کا مسما اس لئے قرار دے رہی ہے کہ ان کی قیادت میں سپریم کورٹ نے انصاف پر مبنی عوامی فیصلے کرنے شروع کر دیے تھے، یہاں کے قوموں اور معاشرہ کی سماجی و بھلا کا اور مدار عدلیہ کی آزادی اور اس کی Credibility پر ہوتا ہے، چارے اسی ذریعہ کو معاشرے میں عدالتیں ہی امید کی وہ آخری کرن ہیں، جن کے انصاف پر مبنی فیصلے ظلم و نا انصافی، سماجی اور معاشی ناہمواریوں سے لیس جاگیر دارانہ استحصالی نظام کا خاتمہ کر کے معاشرے کو توازن و اعتدال کی راہ پر ڈال سکتے ہیں اور ملک کو اس کی حقیقی منزل کی جانب لے جا سکتے ہیں جس کے خواب دیکھتے دیکھتے ہماری کئی خلیں گزر گئیں۔

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہینگے

نیک تمناؤں کے ساتھ

جاوید پبلک ہائی اسکول

النور ٹاؤن والٹن ورکشاپ لاہور (بانی و پرنسپل: چوہدری جاوید اقبال مصطفائی)

نگراں حکومت کا الوداعی تحفہ

”ملک میں مہنگائی بہت بڑھ گئی ہے، زندگی کے دن چرے کرنا مشکل ہو گیا ہے، اب تو ہر وقت اپنی موت کی دعا کیجاتی ہوں“ یہ الفاظ قاضی پور سے تعلق رکھتے والی 138 سالہ مائی مسیل کے ہیں جو 1870ء میں پیدا ہوئی اور اس وقت اپنی چھٹی نسل کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے اپنی زندگی کی 138 بہاریں دیکھنے والی مائی مسیل کی یادداشت کزور اور چٹائی شمع ہو چکی ہے، لیکن اس کے ہا جو واسے اچھی طرح یاد ہے کہ ایوب خان کے دور میں آٹا بہت سستا تھا اور جب کچھ مہنگا ہوا تو قوم ہمارے لگتی ہوئی سڑکوں پر اکل آتی تھی“ (4 فروری 2008ء روزنامہ گیسٹریس) آٹا 138 سالہ مائی مسیل مہنگائی کے ہاتھوں بھینچ ہو کر موت کی دھماکا کھ رہی ہے۔ یہ حال صرف ایک مائی مسیل کا ہی نہیں بلکہ ہمارے معاشرے میں نہ جانے کتنے قریب و نامدار بھوک و افلاس، بے روزگاری اور مہنگائی کے ہاتھوں مجبور ہو کر موت کی دھماکا کھ رہے ہیں اور اپنی زندگیاں کا خاتمہ کر رہے ہیں لیکن ان فریبوں کی تیج و پکار اور ابوبکا کا اثر ہمارے درباب اختیار پر نہیں ہو رہا، وہ آج بھی الفاظوں کی چادری کے ذریعے ذرا مہالہ کے ذخائر پر سے معیشت کے منظم ہونے اور تشویش توڑنے کے بلند ہانگ و طوفان کے ساتھ قریب و غلطی کش پالیسی پر عمل کرنا نظر آتے ہیں۔

نیم مارچ 2008ء کو ایک بار پھر نگران حکومت نے ملک بھر میں جنرل 5 روپے، ڈیڑل اور منڈ کا نئی جواز سے تین روپے بجلی کی دہ میں 9 فیصد اضافہ کر کے نہ صرف قریب و غلطی بلکہ سفید پوش طبقہ کی مشکلات میں بے انتہا اضافہ کر دیا ہے، گزشتہ روز ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں کئے گئے اضافے کی وجہ بیان کرتے ہوئے نگران وزیر خزانہ ڈاکٹر سلمان شاہ نے کہا کہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اس لیے اضافہ کیا گیا کہ نئی حکومت کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

انہوں نے کہا کہ حکومت نے پڑے ہوئے سے قیمتوں میں اضافہ نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے شہر و دیہات ہلکا ہوا تھا، حکومت پہلے ہی پٹرول پر ماہانہ ۶۷ روپے کی سبسائی دے رہی ہے انہوں نے کہا کہ حالیہ سبزی کی قیمت بڑھ گئی تھی جس کے باعث تیل کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑا ہو گیا تھا، قوم کو قیمتوں کے مزید بڑھنے کی خوشخبری سناتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تیل کی قیمتوں میں یہ اضافہ ابھی سنگھی دھجھت میں کیا گیا جسے آئندہ سچے سے بار بار میں مزید ایڈجسٹ کرنا پڑے گا اور تیل کی قیمتوں میں بتدریج اضافہ کیا جائیگا اور برقی طرف منسلک انڈسٹریک پاور ریگولیشن اتھارٹی (سچر ۱) نے بھی بجلی فراہم کرنے والی کمپنیوں کو قیمتوں میں اضافے کی منظوری دے دی ہے۔

ابن ظفر

صحافتی ماہرین اور تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ اگر نگران حکومت ابتدائی تین ماہ میں کسی حکام کے تحت پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مرحلہ وار اضافہ کرتی تو اس سے عوام پر یکدم ہاتھ پڑا ہوا اثر نہ پڑتا، لیکن نگران حکومت نے ایسا نہیں کیا، گوکہ اس وقت جب کہ وفاقی میں نئی حکومت کی تشکیل کا مرحلہ ابھی باقی ہے، پیٹرولیم کی مصنوعات کے نتیجے میں آنے والے طوفانی مہنگائی کے اثرات سے وقتی طور پر نئی حکومت کسی حد تک ضرور بچ جائے گی لیکن اگر دائر کی قدر میں کمی اور سونے کے نرخوں میں اضافے کے نتیجے میں تیل کی قیمتیں اس طرح بڑھتی رہیں تو پھر نئی حکومت بھی زیادہ دیر تک اس کے منفی اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکے گی، کیونکہ نگران وزیر خزانہ ڈاکٹر سلمان شاہ نے نہایت واضح الفاظ میں بتا دیا ہے کہ قیمتوں میں ایڈجسٹمنٹ کا یہ سلسلہ سچے سے 12 ماہ تک جاری رہے گا، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہب تک مالی مارکیٹ میں تیل کے

نرخوں میں کمی نہیں ہوتی اس وقت تک عوام کو یہ ہی نہیں بلکہ اس اضافے سے جھٹ لینے والی ہوٹر یا گھرائی کا پوچھ بھی پڑا تھا، کتنا پڑے گا۔

اگر سب ملک میں بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات ایجنٹین اور توانائی کے اہم ترین ذرائع ہیں، کچھ ملے کاروباری اور صنعتی سرگرمیوں اور ٹرانسپورٹ کے ذرائع کا انحصار زیادہ تر انہی دو شعبوں پر ہے، چنانچہ ان دونوں کے نرخوں میں اضافے کے نتیجے میں ملک بھر میں مہنگائی کا ایک نیا طوفان اٹھ کھڑا ہوئے گا، اندیشہ ہے کہ نگران حکومت کا یہ فیصلہ نہ صرف عوام کو براہ راست متاثر کرے گا بلکہ بالواسطہ طور پر بھی اس کے اثرات لوگوں کے مالی معاملات پر مرتب ہوتے رہیں گے اور پہلے ہی مہنگائی کے ہاتھوں مارے ہوئے عوام کے مسائل اور بھی بڑھ جائیں گے، لہذا اسکی بصورت حال میں نگران حکومت کی جانب سے بجلی پیٹرولیم کے نرخوں میں مزید اضافہ مہنگائی کے پوچھ سے کراہتے ہوئے عوام کیلئے کسی قیامت سے کم نہیں ہے، یہاں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ ایک ایسے موقع پر جب کہ حکومت سازی اپنے آخری مراحل میں داخل ہو چکی ہے اور آئندہ چند روز میں نئی حکومت اقتدار سنبھالنے والی ہے، تیل کی قیمتوں میں یہ غیر معمولی اضافہ و اتنا ایک نیکی کی بنیاد پر نئی حکومت کی آسانی کیلئے کیا ہے یا پھر اس کی مشکلات بڑھانے اور تشکیل کے فوری بعد ہی اسے عوامی قہر اور غضب کا شکار بنانے کیلئے کیا گیا ہے، اس کا صحیح جواب تو آنے والا وقت ہی دے گا، لیکن ایک بات بالکل واضح ہے کہ نگران حکومت کی جانب سے عوام کو دیے گئے اس الوداعی تحفے کے اثرات سے آنے والی حکومت کا پڑنا آسان نہیں، سیاسی تجزیہ نگار نگران حکومت کے اسی اندام پر بھی حیران ہیں کہ آخر کیا وجہ تھی جو حکومت نے تقریباً سو سال تک تیل کی قیمتوں میں اضافے کے عمل کو موخر نہ کیا، مگر اس حکومت بھی بار بار اس معاملے کوئی آنے والی حکومت کیلئے

[illegible]

اساتذہ کرام کی خدمت میں عرض ہے: ہر اس کی قوم پر اپنے ہی مذہبی غریب سے دعا کی وہ جس کی خدمت میں اس کی قوم پر غم و اندوہ کا اعلیٰ درجہ ہے
میں نے اپنے دل سے دعا کی ہے کہ: وہ اس کی قوم پر اپنے ہی مذہبی غریب سے دعا کی وہ جس کی خدمت میں اس کی قوم پر غم و اندوہ کا اعلیٰ درجہ ہے

قرآن و احادیث سے لکھی
 احادیث سے لکھی

أَعْلَمُ وَأَشَارُ بِفَيْتِ إِسْمِ اللَّهِ
الْإِيمَانِ

ان کی سزا یہ قوم ملے گی ۔
ان کے لئے سزا ہے ۔

”جنت عید میلاد النبی“ مبارک ہو

خاکیاں غلامانِ مصطفیٰ

غلام یاسین نورانی نوری فیہر کس کھار اور اسکوانتر جاؤر کراچی

0321-2673743. 021-5459030

ان کا کاروبار سیاست کن شانہ اولوں پر منتقل کر دیا گیا۔ یہی
 ناقص رائے میں پارلیمنٹ کے لئے والی اکٹرا جیٹس اپنے تئیں
 اس لحاظ پر قائل ہو چکی ہیں کہ انتخابات میں حصہ نہ لینے واقعی کوئی
 درست فیصلہ نہیں تھا لیکن بعض قائدین اب بھی اس بات پر قائم
 ہیں کہ ان انتخابات کے نتیجے میں قائم ہونے والا سب اپ دیرپا
 ٹھکانہ ہوگا۔ ہر ایک محترم اگلا ایک سال یہاں پاکستان کے
 کے سیاسی ماحول کے لئے اہم ہوگا اور یہ سال پارلیمنٹ
 کے والی جماعتوں کے لئے بھی اہم نشست ہے۔ یہ کہہ سکتے
 ہیں کہ یہ۔

پاکستان میں 2002 کے عام انتخابات سے قبل
 یہی حوالہ دیا کہ سیاستدان اور سیاسی جماعتیں انتخابی مہم کے
 دوران کیے گئے وعدوں اور اپنے پیش کردہ منشور کو اقتدار حاصل
 کرنے کے بعد بھڑا دیا کرتی تھیں اور عوام کی معلومات تک
 پامالی رسائی نہ ہونے کی وجہ سے ایسی سیاسی جماعتیں اپنے دور
 کے اعتبار سے بچنے میں بھی کامیاب ہو جاتی تھیں لیکن پچھلے
 پانچ سالوں میں مینے یا کی آزادی، عوام کے سیاسی شعور اور عام
 آدمی کی سیاسی معلومات میں گہری دلچسپی کے باعث سیاسی
 جماعتوں کے لئے عوامی اعتبار سے حق بات بہت زیادہ آسان
 نہیں رہا۔ 18 فروری کے عام انتخابات میں عوام کی بھاری
 اکثریت نے صدر پر مشرف کی مخالفت کو حق کو تسلیم کر دیا
 لیا اور عوامی بیداری کی اس بھرپور کامیابی کی ایک وجہ پی پی
 پی اور ان ٹیک کی جانب سے پاکستان کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے
 کے لئے عوام کو ایک پروگرام اور پالیسی دینا تھا جس کا اظہار ان
 دنوں پی پی پی جماعتوں کی جانب سے اپنے انتخابی جلسوں میں کیے
 گئے وعدے تھے جو آواز دینے والے کے ذریعے عوام تک پہنچے اور عوام
 نے دوسری جماعتوں کی نسبت پی پی پی اور ان ٹیک کے پیغام کو
 قبول کیا۔

لیکن مگر پارلیمنٹ سے اراکہ ممبران کی حمایت
 کے ساتھ اقتدار تک پہنچنے والی پی پی پی کی آئندہ کی حکومت کو
 جہاں داخلی و خارجی چیلنجز کا سامنا ہے وہاں سب سے پہلے اسے
 ان وعدوں کی تکمیل کرنے کے لئے اپنا واضح موقف پیش کرنا ہوگا
 جن کی بنیاد پر عوام نے پی پی پی کو ووٹ دیے۔ اس وقت اہم
 ترین سوال یہ ہے کہ وزیراعظم کا منصب سنبھالنے کے بعد کیا چیلنجز

پارٹی اسی صدر مشرف کے ساتھ ملک کی بھاگ دوڑ میں ہاتھ
 باندھنے کی جس صدر مشرف سے عزت کا ووٹ اسے ملا ہے اور
 اگر یہ نہیں تو کیا چیلنجز پارٹی میں ٹیک کی طرح ہو جائیں گے
 کی کہ صدر مشرف کی دوسری اور پھر چیلنجز پارٹی میں ایک اور ٹیک
 ہو، حقوق کے ساتھ مگر صدر کے مواخذے کی تحریک پیش کر کے
 پارلیمنٹ کے ذریعے صدر مشرف کو ہٹ کر دے گی۔

دوسرا اہم معاملہ 58-2B کا ہے جس کا مطالبہ
 فیملی بلڈ ہیٹ سے کرتی آئی ہے کہ آئینی ترمیم کے اعتبارات
 صدر کے ہاتھ نہیں ہونا چاہئے۔ تو پھر کیا آئینی فیملی بلڈ کی
 حکومت آئین سے 58-2B سے صدر پارٹی انتخابات کو ختم کر
 لے کے لئے قانون سازی کرے گی؟ تیسرا اہم معاملہ جسٹس
 افتخار چوہدری سمیت تمام ججز کی بحالی کا ہے جس کے لئے
 ایوزیشن میں رہتے ہوئے پی پی پی نے بڑے بڑے جٹوں اور
 بلیاں متعلقہ کس اب احتیاج ہوگا کہ کیا پی پی پی فوراً طور پر
 عدلیہ کی آزادی اور ججز کی بحالی کے لئے کوئی اقدامات کرے
 گی؟ پھر عدلیہ آزاد اور جسٹس چوہدری بحال ہوتے ہیں تو صدر
 کی اہلیت اور این آر او کے معاملات کیا ہوں گے؟

چیلنجز پارٹی کی آئینی حکومت کے لئے چوتھا مسئلہ
 موجودہ بلڈ پالی حکام کا فائدہ ہوگا جس پر پی پی پی کے ہیڈ
 تحفظات رہے ہیں اپنا چاروں مسئلہ یہ ہے کہ قومی حکومت یا تمام
 سیاسی جماعتوں کو ساتھ لے کر چلنے والی آصف زرداری صاحب
 کی پالیسی میں سابقہ حکومت میں شامل اور سرگرم سیاسی جماعتوں
 کے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا جائیگا، بالخصوص وہ جماعتیں جنہوں
 نے نہ صرف صدر مشرف کی چیمبری سے کام کیا بلکہ انہیں غیر
 آئینی طور پر منتخب کرانے میں بھی اہم کردار ادا کیا اور مزید یہ کہ
 اگر سابقہ حکومت میں شامل جماعتوں بالخصوص ایم کیو ایم کو ساتھ
 نہ لیا گیا تو عدم استحکام کا شائبہ بھی موجود ہے لیکن اگر ساتھ لیا جاتا
 ہے تو پارٹی کے اندر اختلاف کے ساتھ ساتھ دوزخ میں بھی مایوسی
 کا خطرہ ہوگا۔

ان وعدوں کے علاوہ مہنگائی، آٹا، کرپشن ہے
 رازگاری، ملاقاتیہ، 1973 کے آئین کی بحالی، مذہب
 گردی کے خلاف جنگ، ایلو چٹان، دوزخستان میں آپریشن
 ملال مسجد واقعہ کی تحقیقات سے جسے چیلنجز بھی درپیش ہیں جن کا

درخواست کے باعث یہاں تک کر سکتے ہیں پھر سے ترمیم کی
 پی پی پی قیادت کے لئے اپنے دوزخ اور بالخصوص پارٹی وراڈ کو
 مطمئن کرنے کے لئے سب سے اہم جو وعدہ ہے وہ مختصر مدد ہے
 پھر جن کے کانوں کو گرفتار کر کے عوامی گھر سے میں لانا ہے۔
 جس کے لئے اقوام متحدہ کی انگریزی کا مطالبہ پی پی پی کی جانب
 سے پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔ میں ذاتی طور پر مختصر مدد سب کچھ بھٹو کے
 قاتلوں کی گرفتاری کو اس لئے بھی اہم وعدہ سمجھتا ہوں

کہ 18 فروری کے انتخابات میں عوام نے چیلنجز پارٹی
 کو ووٹ دینے کا مقصد خیریت کا قرض سمجھ کر بھی دیا اور پی پی پی قیادت
 نے بھی یہ کہہ کر ووٹ مانگے کہ عوام "میں پر میرا کر کے نظریے کے
 نقل کا بدل لیں۔"

وعدے بھی کیے گئے ہیں اور چیلنجز بھی درپیش ہیں
 اور ان وعدوں کو بار بار دہرانے کے لئے میں یہ بھی آزاد ہے
 اب دیکھنا یہ ہے کہ اگلے 6 ماہ میں ان وعدوں میں سے کون سا
 وعدہ پورا ہوتا ہے؟ کون سے وعدے کو پورا کرنے کی جانب قدم
 اٹھایا جاتا ہے؟ حکومت میں شامل جماعتوں کا اتحاد مزید
 مستحکم ہوتا ہے یا پھر ضد انوائسٹ اس میں دراڑیں ڈال جاتی ہیں
 "خود چیلنجز پارٹی بھی بے نظیر بھٹو کے بغیر اپنے نظریے و جانچے کو کتنا
 متحد اور مستحکم رکھ سکتی ہے؟ یہ پھر آنے والی نوزائیدہ اسمبلی کے
 پہلے اجلاس میں ہی یہ شور مچال کے طور پر اٹھتا ہے کہ "یہ صرف
 کون سے آئین کے تحت لیا جا رہا ہے "نیمہ ریفرنڈم" اور
 اسٹ "پہلے تو اسمبلی کا اجلاس ہانے کا مسئلہ درپیش ہے کہ صدر
 صاحب یہ اجلاس کب طلب کرتے ہیں؟ کیا کب طلب کرنا
 چاہتے ہیں؟ لیکن عوام امید کر رہے ہیں کہ نئی حکومت سے انہیں
 یہ نہیں کہنا چاہئے گا کہ

"غضب کیا تیرے وعدے پر اختیار کیا"

بلکہ آنے والی حکومت کے اقدامات سے ملک کے خول و مرجع
 سے یہ آواز اٹھے گی کہ

وہ کچھ نہ دینے پہ نام ہے آج تک مجھ سے
 میں خول میں مجھ پہ کرم ہے حساب ان کے جو
 میں دعا گو ہوں کہ جو کچھ بھی ہو ملک قوم کے لئے بہتر ہو
 "نیمہ ریفرنڈم" ہے۔

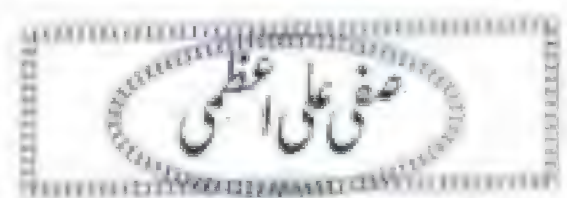
**دہلی میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ
پر میوزیم کا منصوبہ**

کمزوروں و رہیم غنیمتیں میں ایسی تمام اشیاء رکھی جائیں گی جن سے عشرہ اسلام کی حیات اور سیرت کا اظہار ہوتا ہو نہی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے جوہر ہوں۔ واقعات کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا پیغام محبت غیر مسلموں تک پہنچایا جائے۔ دینی حکام

ریاست دہلی کے اعلیٰ حکام نے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ ۱۱۰۱ھ میں اپنی نوعیت کے پہلے میوزیم کا سنگ بنیاد رکھنے کی حیران کن عمل کر رہے ہیں جو مشہور اسلام اور فخر کا نام ہے۔ حضرت علیؓ کی حیات مبارکہ سے منسوب ہوگا اس حوالے سے نئے اعلیٰ اطلاعات میں تصدیق کی گئی ہے کہ دہلی کے حکمران علی گڑھ نے ایک فوری علم کے تحت دہلی کی وزارت نے اپنی اور اسلامی مملکت کے شعبے کو کیا کہ ۱۱۰۱ھ میں اپنی نوعیت کے پہلے میوزیم کے قیام کی کوششیں جیڑ کر دیں۔ دہلی کے اخبارات کے مطابق علی گڑھ کا کہنا تھا کہ اس میوزیم کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں رنگی جانے والی تمام چیزیں، مخطوطات اور دیگر چیزوں کا تعلق نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ سے ہوگا۔ میوزیم کے قیام کی اطلاعات پر عالمی اسلامی میڈیا کا کہنا ہے کہ اس میوزیم کے قیام کی خبر جلد دہلی کے محلے سے کہیں سے ہے۔ کیونکہ اس وقت جب عالمی سطح پر مشہور اسلام کی شان حیات اور سیرت طیبہ کے اظہار کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات کا اعلیٰ سائنس ہیں۔

نی کریم بخش کی حیثیت مبارک کے حوالے سے
عالم کے جانے والے اور مشاہیر کے بارے میں حکم لے گا
کہ اس کے لئے کے قوم کا مختصر مضمون اسلام کی شان و
داشتی کے لئے کے کام اور کمالات مبارک ہے، ان کو اور
نہایت ہے، حکام کا یہ بھی کہنا تھا کہ مغربی مینڈیائی کا لب سے
مضمون اسلام کے حوالے سے سامنے آنے والے مسائل اور
گہرائی کو دیکھ کر اس بات کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ دیا جہ
موجودہ امور مسلمانوں کے نی کریم بخش کا پیغام بہت پہنچا جائے

اور ان کا ایک بہتر اور زیادہ پی کریمہ ہفتہ کی دست مہار کے
حوالے سے یوں کم کا قیام ہے۔ یہ کہ اس میوزیم میں ایسی تمام
اشیا رکھے کا ارادہ کیا گیا ہے جن سے ظہیر فرار ہوں کی حیات
اور سب سے کا اظہار ہو سکے۔



نئی کریمینال کے حوالے سے معروف ایڈیٹر علی
بازو کا کہنا تھا کہ اس میں ایک خطرات کا شکار ہے کیونکہ
کے علاوہ والی شہادتوں کے رکے رکے جی جی اور اگر وہ
شہادتوں کے ساتھ ان کے ساتھ سے جوڑ دیا جائے گا جس
کے لئے ان کی وزارت کو فیس نے کروڑوں روپے کا قرضہ
ہے۔ رپورٹ میں اس موقع پر مذکور کے حوالے سے لکھا گیا
ہے کہ ان کے علاوہ علی محمد نے خصوصاً ان کی بی بی بی بی
دست کی بدست کی ہے کہ اس میں مذکور کے قیام میں تمام بیٹوں کا
جان بولایا جائے تاکہ وہ یہ کہ وہ ساتھ ساتھ علی محمد پر کام کیا جائے
اور اس سے بعد یہ محرم کے نام سے بھی دستاویز کر سکیں۔ وہ ان
پھر ایڈ آف انٹرنی کے دفتر میں لے لایا ہے کہ ان میں اس
محرم میں علی محمد کی رائیڈ انٹیم کی جانب سے واضح ہدایات
مل چکی ہیں اور ان کی ہدایات کی روشنی میں اس پروجیکٹ پر کام
شروع کیا جا رہا ہے۔ وہ ان پھر ایڈ آف انٹرنی کا کہنا ہے کہ
انہوں نے اقوام عالم کیلئے اپنے پروجیکٹ کی تصدیقات پر مشتمل
ایک خط جاری کیا ہے جو کہ اس تمام ممالک کو ارسال کر دیا جائے گا
وہ ان خط میں لکھا گیا ہے کہ مشرق وسطیٰ

نے کس طرح اپنی حیات میں اس نعمت کیلئے کام کیا اور دنیا کو
جہالت کے اندھیرے سے نکال کر علم کی روشنی میں اسے رہا
علا میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو کو جان کر کیا گیا ہے
کہ کس طرح آنحضرت ﷺ نے معیشت، معاشرت اور
تہذیب کے اصول مرتب کئے۔ حق کے آرت ایذا چھیننے کا
کہنا ہے کہ حق سے اقوام عالم کا ایک مفید ماہر پیدا ہے اور وہ
بکھتے ہیں کہ حق مغرب اور اسلام کے حق ایک ہیں کا کہہ سکتے
کہ سنا ہے۔ اس معجزیم میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ
کے حق اور ان کو جان کر کیا جانے کا تاکہ یہاں کا دورہ کرنے
والے ہر شخص کو نبی کریم ﷺ کی شان اور اس کے ہر پہلو سے
آگاہی ہو سکے۔ حق آرت ایذا چھیننے کے سرور و احوال اور
حق سلیمان کا کہہ تھا کہ ہم دنیا بھر میں ایسے افراد سے رابطہ
کر رہے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے ادوار سے غریب اشیاء اور
مندان بگن ہو رہے ہیں ایسے پاک رکھتے ہیں، جبکہ ان اشیاء میں
ہر قرآن پاک، خطوط اور نگہ اشیاء شامل ہیں۔ ان کا کہنا
تھا کہ جلد ہی اس معجزیم کے لئے چارہ تعمیر کر کے اس کی تعمیر
کے مراحل شروع کر دیئے جائیں گے۔

ماہنامہ سائنس کے اجراء پر ہم آفاق کی پوری ٹیم کو
مبارکباد پیش کرتے ہیں
"اللہ کرے نور قلم اور زیادہ"
نوعا گوں و نوحا جو
محمد عامر چشتی صاحبی

چائے

(تاریخ، فوائد و نقصانات)

یہ برطانوی کھیتی بھندوستانی فوج کی خوراک کا خرچہ کم کرنے کے لئے بالخصوص تحقیق کر کے کالی چائے دریافت کی

کالی چائے اور سگریٹ کی غلبہ بعض حضرات کے اصحاب پر اس قدر ہمار ہو جاتی ہے کہ انہیں کچھ سوچنا ہی نہیں۔ گویا کہ ان کا دماغ ماؤف ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ وہ نشہ آور الکاحہ ہیں جو ان میں موجود ہیں اور نشہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا جو عادی ہو جائے اسے اس سے بچنا بھڑانے کے لئے مضبوط قوت ارادی کی ضرورت ہوتی ہے۔

انگریز ہمیں اشرافیہ کے ساتھ ساتھ یہ دو ملتیں دے گئے۔ لوگوں کو عادت ڈالنے کے لئے چائے تیار کر کے اور سگریٹ ملکا کر شروع میں ہندوستان کے لوگوں کو پیراہوں میں گھرے ہو کر مفت پائے گئے اور گھروں کے لئے بھی مفت دیئے گئے۔ جب لوگ عادی ہو گئے تو معمولی قیمت لگا دی گئی۔ پھر آہستہ آہستہ قیمت بڑھتی چلی گئی۔ آج ہماری قوم ان فضول اور نقصان دہ چیزوں پر لاپرواہی رہ پڑے ضائع کرتی ہے۔

یہ کالی یا انگریزی چائے جو آج کل عام بی جاتی ہے۔ ہندوستان میں یا مشرقی لوگوں کی دریافت یا ایجاد نہیں۔ کالی چائے یا انگریزی چائے بیسویں صدی کے شروع میں ہندوستان میں انگریزوں نے متعارف کرائی۔ بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہندوستانی فوجیوں کو پہلی جنگ عظیم کے دوران سستی خوراک دی جائے۔ ایک برطانوی کھیتی نے ہندوستانی فوج کا خرچہ کم کرنے کیلئے بالخصوص تحقیق کر کے کالی چائے دریافت کی۔ یہ چائے بھوک کو مارتی ہے اس لئے اس کا انتخاب کیا گیا۔ ہندوستانی فوجیوں کو چائے، بجھنے ہوئے پتے اور کرخت لکڑی کے ٹکڑے اور دوپہر اور رات کا کھانا دیا جاتا تھا۔

کالی چائے سے پہلے ہندوستان بلکہ ایشیا میں چار قسم کی چائے رائج تھیں اور نہ معلوم کب سے یہ استعمال تھیں۔

(1) جس کو آج ہندوستان چائے یا چھوٹی کہتے ہیں (بیسویں صدی کے شروع میں)

(2) قبوہ پلے برائون رنگ کا لیکن کالی چائے کی پتی کا نہیں۔

(3) قبوہ و گہرے سرخ رنگ کا جو کڑوا ہوتا ہے اور پاکستان کے شمالی علاقوں اور عرب ممالک میں اب بھی پیا جاتا ہے۔

(4) لیکن چائے جسے شیری چائے بھی کہتے ہیں۔ جو آج کل بڑے ہوتوں میں اچھے رنگ کے صرف چھٹی ڈال کر پائی جا رہی ہے۔

انکارا چمچل چھو پال

ہم نے کوری پڑی کی تھکد میں چائے کی قاعدہ ہندوستان چھوڑ کر سگریٹ کالی چائے اپنائی۔

چائے کیسے اور کب بنی، اس کے حقائق کچھ کہنے سے پہلے میں یہ کوئی گمراہ نہ چاہتا ہوں کہ تہذیب و تمدن میں عرب اور امریکہ سے بہت پہلے ایشیا اور افریقہ بہت ترقی کر چکے تھے۔ اطواروں اور بیسویں صدی میں دولت کے نشے میں اپنی اپنی دانیوں، میاشینوں اور اعلیٰ مغرب بالخصوص انگریزوں کی عیاروں کے باعث ایشیا اور افریقہ کے لوگ رو بہ تخریل ہوتے چلے گئے۔ ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے کردار سے تو سب واقف ہی ہوں گے۔ لیکن کے بارے میں بھی سنئے۔ انگریزوں کو پہلی بار ہنز چائے کا علم سترہویں صدی کے شروع میں اس وقت ہوا جب 1615ء میں ایک شخص رچا و گہم نے چائے کا ایک ڈبہ شہر مگادو سے منگوایا۔ اس کے بعد لگ بھگ تین صدیوں تک یورپ کے لوگ چائے پیچھے رہے لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ چائے ہے کیا چیز۔ اطوار دوریہ صدی میں ہنز چائے نے انگریزوں کے بنیادی مشروب ایل پائے کے

جگہ لے لی۔ بیسویں صدی کے شروع تک سالانہ 15000 میٹرک ٹن چائے چین سے انگلستان درآمد ہوتا

شروع ہو چکی تھی۔ انگریز حکمرانوں کو خیال آیا کہ چین تو ہم سے بہت کم چیزیں خریدتا ہے جس کی وجہ سے ہمیں نقصان ہو رہا ہے۔ انہوں نے قانون دریافت کی اور چینیوں کو قانون کی عادت ڈالی جو کہ چائے کے مقابلے میں بہت مہنگی بھی تھی۔ پوست کی کاشت چونکہ ہندوستان میں ہوتی تھی اس لئے ہندوستان ہی میں قانون کی تجارتی شروع کی گئی۔ یہ سازش کامیاب ہو گئی۔ اس طرح انگریزوں نے اپنے نقصان کو قاعدہ میں بدل دیا۔

انگریزوں کی اس چال کے باعث چینی قوم ایچ بی بن گئی اور چائے کے قریب پہنچی گئی۔ پھر چینیوں میں سے ایک آدمی اٹھا اور جہول

فرانز لیڈر بن گیا۔ وہ ماؤزے ٹک تھا جس نے قوم کو ٹھیک کیا اور انچیلوں کو راہ راست پر لایا، جو ٹھیک نہ ہوئے انہیں جیلوں میں بند کر دیا جہاں وہ قانون نہ ملنے کے باعث تڑپ تڑپ کر مر گئے جس کے نتیجے میں آج پھر چین سب سے آگے نکلے ہوئے ہے۔ یہ موڈی قانون ہندوستانوں کو بھی لگ گئی مگر ہندوستان بشمول پاکستان میں ابھی تک کوئی ماؤزے ٹک پیدا نہیں ہوا۔

جسے آج ہم مغربی دنیا کی بھڑوی کہتے ہوئے فی

(TEA) کہتے گئے ہیں اس کا قدیم نام چاء ہمیں 350 بیسویں کی چینی افادت یعنی ڈکٹری میں ملتا ہے۔ شروع میں یورپ میں بھی اسے چاء ہی کہا جاتا تھا۔ چینی یا ساتویں صدی میں بدھ چین سے چاء کوریا میں لے کر آئے۔ کوریا میں کسی طرح سی انکی کی جگہ لی کھسا گیا۔ ہو سکتا ہے اس زمانے کی کورین زبان میں چ کی آواز والاحرف ت یا انگریزی کی بی کی طرح لکھا جاتا ہو۔ دوسری تبدیلی یہ ہوئی کہ چاء کو "ٹے" لکھا گیا۔ اس طرح یورپ میں چاء لی اور لے بن گئی۔ جرمنی میں اب بھی چاء کو "ٹے" کہتے ہیں۔ آج سے پچاس سال قبل

برساتے ہیں انہیں میں بھی زیادہ تر لوگ چاہتی تھیں اور لکھتے تھے۔

گرم بات یہ ہے کہ مارکو پولو نے اپنی لکھی کے متعلق تحریر میں چاہا چاہے گا کوئی انہیں اپنا اس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مارکو پولو واقعی لکھنوی کیا تھا؟

چائے کی دریافت تقریباً پندرہویں صدی کے وسط میں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ چین کے چین کے شہنشاہ وین شینگ لوگ (جس کا دور 2737 قبل مسیح سے 2697 قبل مسیح تک تھا) نے چائے کے پتے دیکر چڑی بونوں کے ساتھ چاہ بھی دریافت کی۔ چین لوگ کا مطلب ہے چین کا مینا۔ چاہ ایک سدا بہار بھاری کے چوں سے بنتی ہے۔ شروع میں ہنزہ کی کوہا کرگیاں نکالی جاتیں جن کو بھون لیا جاتا تھا۔ استعمال کے وقت گلیہ کا چورہ کر کے پیاز، اورک اور مالے یا سکنپر سے کے ساتھ اہال کر لکھتی تھیں کو انگریزی میں سوپ کہتے ہیں، یہاں لیا جاتا اور معدے، وجائی اور دیگر بیماریوں کے علاج کے لئے پیا جاتا۔ ساتویں صدی عیسوی میں چاہ کی گلیہ کا چورہ کر کے اسے پانی میں اہال کر تھوڑا سا نمک ملا کر پیا جانے لگا۔ یہ استعمال دسویں صدی کے شروع تک جاری رہا۔ اسی دور میں چاہ تبت اور بھارت پر اور تھم کے اسے ہندوستان، ترکی اور روس تک پہنچی گئی۔

سال 850 عیسوی تک چاہ کی نکلیاں نکالنے کے بجائے سوکھے چوں کے طور پر اس کا استعمال شروع ہو گیا۔ دسویں یا گیارہویں صدی میں چاہ پینے میں ڈال کر اس پر گرم پانی ڈالنے کا طریقہ رائج ہو گیا۔ جب تیرہویں صدی میں منگولوں یعنی چنگیز خان اور اس کے پوتے قبلائی خان نے چین پر قبضہ کیا تو انہوں نے چاہ میں دو دھلا کر پینا شروع کیا۔

چو یو آن چانگ نے جس کا دور 1368ء سے 1399ء تھا، 1391ء میں صم ہانگ کو دیا کہ چاہ کو پانی کی صورت میں رہنے دیا جائے گا اور نکلیاں نہیں نکالی جائیں گی۔ اس کی بڑی چنگیاں نکالنے اور پھر پچ رو کرنے کی فضولی فرم کی کہ کالہ۔

ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں چائے دانی

نے تھم لیا۔ اس وقت چائے دانیوں ال ال میں سے نکالی گئیں جو کراک میں پانی پانی جاتی تھیں۔ پھر اسی طرح پیا گیا نکالی گئیں۔ انہی چائے دانیوں اور پیا گیا اب بھی لکھن میں استعمال کی جاتی ہیں۔

ساتویں صدی کے دورے نصف میں پے نکالی لوگ چین کے مشرق میں پہنچے اور انہیں مقام میں تجارتی دار خانے کی اجازت اس شرط پر دے دی گئی کہ وہ علاقے کو قرآنوں سے پاک رکھیں گے۔ خیال رہے کہ انگریزوں کو انہوں نے اپنی سرزمین پر قدم رکھنے کی اجازت ہالکے تھیں دی اور تجارت کی اجازت بھی سترہویں صدی کے آخر تک نہ دی۔ گوٹا پر اور ٹیم سے ہوتے ہوئے ترکوں کے ذریعہ چاہ پہلے ہی یورپ پہنچی ہوئی تھی مگر پر نکالی تاجر چینی چاہ کو براہ راست یورپ پہنچانے کا سبب بنے۔

یورپ میں اندریزی یعنی ڈچی تاجروں نے چاہ کو عام کیا۔ انہوں نے سترہویں صدی میں اپنے گھروں کے ساتھ چائے خانے بنائے۔ سال 1650 عیسوی میں آکسفورڈ میں پہلا چائے خانہ "کافی ہاؤس" کے نام سے بنا اور 1660 عیسوی کے بعد لندن کافی خانوں سے بھرنے لگا جن کی تعداد 1682 عیسوی تک 2000 تک پہنچی گئی۔

سترہویں صدی کے آخر میں کسی نے پتے نکھانے کے عمل کے دوران تغیر یعنی فرمیفیکس کا طریقہ نکالا جو بعد میں کالی چائے کی صورت میں نمودار ہوا یعنی وہ چائے جو آج کل دو دھلا کر یا دو دھ کے بغیر پی جا رہی ہے۔ یہ کالی چائے ایک قسم کا نشہ بھی ہے، جو لگ چائے تو چھوڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اسے عام کرنے کے لئے اس کا رنگ خوبصورت ہونے کا پراپیگنڈا کیا گیا، چٹا نیچہ رنگ دیکھنے کے لئے سفید مٹی کی چائے دانی اور پیا گیا یعنی شروع ہو گئی۔

چین کا مقابلہ کرنے کے لئے دسویں صدی میں انگریزوں نے چائے کے پورے اور بیج حاصل کئے اور ہندوستان میں چائے کی کاشت کا تجربہ شروع کر دیا۔ اس کوشش کے دوران دسویں صدی کے شروع میں یعنی 1905 عیسوی میں انگریزوں کو فلپائن کے لوگوں کے ذریعے

پکا چاک چائے کے پورے کی جنگی قسم آسام کی پہاڑیوں میں موجود ہے اور چائے کے پورے کا پاتا جاتی عام کامیلا یا سامسوس ہے۔ چنانچہ اس کی باقاعدہ کاشت ہندوستان میں شروع کرنے کالی چائے تیار کی گئی جس کی جگہ 1947ء کے 200000 مترک لٹ سے تجاوز کر چکی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران انگریزوں نے کالی چائے کو ہندوستان میں عام کیا۔ ہندوستان اور سری لنکا میں صرف کالی چائے پیدا ہوتی ہے۔

بڑا چائے اور کالی چائے پینے کے لئے ان کے پیاز کرنے میں فرق ہے۔ کالی چائے پیاز کرنے کے لئے پتے نکھانے سے پہلے تغیر یعنی فرمیفیکس کے عمل سے گزارے جاتے ہیں۔ حرارت سے پیتے کے لئے نکھولتے ہوئے پانی میں پتی ڈال کر پیاز کیا جاتا ہے جبکہ ہنز چائے پتے احتیاط سے نکھا کر پتی جاتی ہے اور پیتے کے لئے اس کی پتی میں 70 درجے سیلسیوس کے ٹک بھگ گرم پانی ڈالنا ہوتا ہے۔

چائے کا استعمال ہزاروں سال سے ہو رہا ہے۔ چائے کی ایک قسم ہنز چائے یا قبوہ جسے چانچھرنی بھی کہتے ہیں اور اس کا پاتا جاتی عام کامیلا یا سامسوس ہے، صحت و تندرستی کے بہت سے فوائد رکھتی ہے۔ سالہا سال سے ہنز چائے کے "اتھو" تجربات انسانوں اور جانوروں پر اور تجربہ گاہوں میں کئے گئے جن سے ثابت ہوا کہ ہنز چائے بہت سی بیماریوں کو روکنے والا کامیاب پ کرنے میں مدد دیتی ہے۔

چینی سائنسدانوں نے تحقیق کے بعد ثابت کیا ہے کہ ہنز چائے میں ایک ایسا کیمیکل ہوتا ہے جو ایل ڈی ایل یعنی برے کو لیسٹرول کو کم کرتا ہے اور ایچ ڈی ایل یعنی اچھے کو لیسٹرول کو بڑھاتا ہے۔ چنگ تھم چان اور ان کے ساتھی سائنسدانوں نے سمسٹرن کے کران کو زیادہ پھٹائی والی خوراک نکھائی، جب ان میں ٹرائی کلسترل اور کو لیسٹرول کی سطح بہت اونچی ہو گئی تو ان کو تین کپ ہنز چائے، چار کپ بننے پانی کی جس سے ان کی ٹرائی کلسترل اور کو لیسٹرول کی سطح نیچے آ گئی، پھر سمسٹرن کو 15 کپ روزانہ پائے گئے ان کی کو لیسٹرول کی سطح ایک تہائی کم ہو گئی۔ اس کے علاوہ ایچ لی پروٹین جی کہ

استثنائی ضرورتوں میں ہے کوئی آدمی کے لگ بھگ کم ہوگئی۔ میں نے صرف چائیکو کی تحقیق کا حوالہ دیا ہے۔ مغربی ممالک بشمول امریکہ کے محقق بھی بزر چائے کی مندرجہ بالا اور مندرجہ ذیل خوبیاں بیان کرتے ہیں۔

بزر چائے میں پوری فیٹلز کی کافی مقدار ہوتی ہے جو نہایت طاقتور اینٹی آکسیدنٹ ہوتے ہیں۔ یہ ان آڑو ریڈیکلو کو نیوٹرلائز کرتے ہیں جو المیزائل لائٹ بریڈی ایشن، سگریٹ کے دھوئیں یا ہوا کی پولیویشن کی وجہ سے خطرناک بن جاتے ہیں اور کینسر یا امراض قلب کا باعث بنتے ہیں۔ بزر چائے انسانی جسم کے مندرجہ ذیل حصوں کے سرطان یا کینسر کو جو کہ بہت خطرناک بیماری ہے، روکتی ہے:

مثان، پھیپھائی یا پھیپھان، بڑی آنت، دہگ یا شریان، پیچھڑے، ابلہ، غدود، مثانہ یا پروستیت، جلد، معدہ۔

بزر چائے ہاضمہ ٹھیک کرنے کا بھی عمدہ نسخہ ہے۔ بزر چائے تھیر، سکیر، دیس، انٹیلیکٹری ہاویل، السریٹینڈ

کو انٹیکس، ہڈیاں، بھڑکی بیماریوں میں بھی مفید ہے۔ رتج یا دھیراؤ کو کم کرتی ہے اور بطور ذائقہ اور رنگ استعمال ہوتی ہے۔ بلینڈنگ کنٹرول کرنے اور دشمنوں کے علاج میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ دارچینی ذائقہ رکھتی ہے تو ذیابیطس کو کنٹرول کرتی ہے۔

جو لوگ روزانہ بزر چائے کے دس یا تیرا دو کپ پیتے ہیں انہیں بھڑکی بیماریوں بشمول برقان کا کم خطرہ ہوتا ہے۔ بزر چائے کا ایکسٹریکٹ چربی کو کم کرنے میں مدد کرتا ہے جس سے آدمی موٹا نہیں ہوتا۔

کالی چائے پتوں کو فرمنت کر کے بنائی جاتی ہے۔ فرمنٹیشن کو اردو میں کٹنا مرنا کہا جائے گا۔ اس عمل سے چائے کئی اچھی خصوصیات سے محروم ہو جاتی ہے۔ اس میں اینٹی آکسیڈنٹس ہوتے تو ہیں مگر فرمنٹیشن کی وجہ سے بہت کم رہ جاتے ہیں۔ کالی چائے پینے سے ایڈکشن ہو جاتی ہے اور پھر اسے چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔ ہر نشہ آور چیز میں یہی خاصیت ہوتی

ہے۔ کالی چائے بھوک اور پیاس کو مارتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ بھوک اور پیاس کے قدرتی نظام میں خلل ڈالتی ہے جو صحت کے لئے مفید نہیں ہے۔ کالی چائے پیٹ کے صغیرا کا باعث بنتی ہے جس سے ہاضمہ کا نظام خراب ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا صغیر

خصوصیات

کے اثرات کئی سالوں بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ کئی لوگ پیٹ خراب ہونے کی صورت میں یا زکام کو ٹھیک کرنے کے لئے کالی چائے بطور علاج کے پیتے ہیں، حالانکہ کالی چائے دونوں کے لئے صرف موزوں نہیں بلکہ مضر ہے۔ جو ذیابیطس کے مریض بغیر چینی کے کالی چائے پیتے ہیں وہ اپنے مرض کو کم کرنے کی کوشش میں دراصل بڑھا رہے ہوتے ہیں، کیونکہ کالی چائے گردوں کے عمل میں خلل ڈالتی ہے جس سے ذیابیطس بڑھ سکتی ہے۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

قوتِ مشق سے ہر پست کو بالا کر دے، ہر میں اہم محمد سے اُجالا کر دے

عالم اسلام کو
”رجسٹرن عید میلاد النبی“
 مبارک ہو
 غلامِ غلامانِ رسول

محمد انور قادری

صدر: مرکزی انجمنِ جشن عید میلاد النبی کمیٹی لائڈھی وکوری (رجسٹرڈ)

0333-2164056

(قرآن مجید کی روشنی میں اسلامی حقیقت)

ہم ہمارے قاصد و مقصد پر غور کریں۔ یہ دیکھ کر کہ
ہم اس دنیا کو مٹا کر ہم سوگ منا چاہتے ہیں، لیکن یاد رکھیں
وفاقت پر سوگ منا نہیں دن سے زیادہ منع ہے اسی لئے مسلمان
تیسرے دن قبل خودی کر کے سوگ ختم کر دیتے ہیں۔
ہم سوگ کیوں منائیں۔

انعام اللہ تعالیٰ ملنے پر خوشی منانی جاتی ہے اور
بچھن جانے پر غم و مات و رسالت مآب کی صورت میں جو انعام
اور فضل الہی ہو ہم پر ہوا اس کا فیضان و قیامت جاری ہے
موجود کی وفات تو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل
ہوتا ہے۔ (شرح الشفا ص ۳۱۹)۔

قرآن مجید لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرنا کہ رسول ہیں (ایضاً)
رسالت کے جاری رہنے کا یقین ثبوت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ محمد اللہ کے رسول تھے، وہ جانتا تھا
کاغذ پر لکھا ہے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے بھی اللہ کے رسول
تھے تو پھر ہم تم کیوں منائیں، تم دوسرا کلمہ جو یہ مقصد رکھتے ہیں
کہ محمد اللہ کے رسول تھے اور اب مرنے کے نئی ہو گئے۔

نحوہ اللہ من ذالک۔

مٹے ہیں مٹ گئے مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی نہ چھوڑا
(پیر چرخ مستوفی)

(۱) ہم تمہیں نہیں ہیں (بگڑا ہوا مقصود ہندی اور

پارسی مشابہت سے یہ کام کر رہے ہیں لہذا ہمارے خلاف کسی
اقدام سے قبل اپنے انہام کو ضرور سن لیں۔

(۲) پیشکش اسلام (جسے ہم نظام مصطفیٰ ﷺ کہتے
ہے) ہم اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے، لہذا حقیقی قوت جو
نظام مصطفیٰ کی ذاتی ہے اسے کسی بھی صورت منظم و منظم نہ
ہونے دیا جائے تو پھر ہمیں غور و فکر کے ساتھ اپنا عمل کا راستہ
انتخاب کرنا چاہیے۔

نتیجہ آج بزرگان دین کی جماعت "بہیوت علماء
پاکستان" کے بجائے سینوں نے نئی نئی سیاسی جماعتیں بنائی ہیں
مسلم لیگ اور چھوٹی پارٹی جیسی سیکولر جماعتوں میں شامل ہو کر ان
کو تقویت پہنچا رہے ہیں، واقعی خوشی و افتخار کی خاطر۔ قربانیوں
کی ایمن تحریک میں شامل ہو گئی زحمت گارو نہیں ہے۔

(۳) اپنے اقتدار و اختیار کی محدودی کی وجہ سے پریشان
تھا۔

نتیجہ اس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کی
تحریک کو جس نے بھی ذاتی دلیچسپی، مفاد و خوشی، مشکلات کی وجہ
سے بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی، اور اصل اس نے اس
یہودی اور عیسائی ایجنڈے میں اپنی بے وقوفی کی بنیاد پر مدد دی
اور اسلام کے دشمنوں کو اذیت پہنچانے کے بجائے اپنا ہی
نقصان کیا۔

(۴) عالم نظریہ ہو چکا ہے لہذا ہمیں بھی عالمی استعمار
سے اس سو سال عرصہ میں مقابلہ کرنے کیلئے سب سے پہلے

انعام پر مبنی قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو کر ایک قوت بننے
کی کوشش کریں، دشمنان رسول کو کلمہ فخر ۱۱۱۱ کہہ کر شریف کر
لیجئے کے بجائے دندہ پارک، بالٹینڈ تک گھر لیں، لیکن پہلے اپنی
منہوں کو منظم کر لیں، اور نہ ہر فرد کو دہر عالم کو اس عمل کا جواب
دینا ہوگا۔

(یقیناً: جانید و اس قوت خرید سے باہر)

محدود آمدنی کا حال کوئی بھی شخص اب اپنا مکان خریدنے کا تصور
نہیں کر سکتا اور نہ ہی دواغرت کے ساتھ کرائے کے مکان میں
رہ سکتا ہے کیونکہ وہ بھاری کرائے برداشت کرنے کا تحمل نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی، بے روزگاری اور
آمدنی کے کم ذرائع سے آدمی کے لیے دو وقت کی روٹی کا
حصول مشکل ہے پھر جائیداد بنانے کا خیال فقط خام خیالی ہوگا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ہماری اسلامی ریاست جس کی یہ ذمہ
داری ہے کہ وہ اپنی رعایا کو تمام بنیادی سہولتیں فراہم کرے۔ جس
سے اس کو سکون میسر آئے اور اس کی دواوری ہو اس کے برعکس
حکومت الہی ذمہ داروں سے صرف نظر کر رہی ہے ملک میں
تاجاڑ و منافع خوروں کو کھلی چھوٹ دی گئی۔ چیک اینڈ بٹلس کا
نظام ختم ہو گیا۔ جہاں چاہے من مانی کرے، دھوکا دے
کرے اور معاشرے میں انتشار پیدا کرے، کوئی پوچھنے والا
نہیں۔ اگر حکمرانوں نے اقتدار ہی کو صرف اپنے مقصد زندگی بنایا
اور اس اہم اور حساس مسئلے پر توجہ نہ دی تو معاشرے میں بگاڑ کا
کوئی نہیں روک سکے گا۔

قائد نورانی



قوت عیسوی سے ہر بست کو بالا کر دے
دھر میں ہم مسجد سے اچالا کر دے

سونم انقلاب رواں دواں

قافلہ عزیمت جمعیت علماء پاکستان

آئیں اس ملک کی قسمت بدلنے کیلئے انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کیلئے ہمارے ہم سفر بنیں۔

حافظ نور العین انصاری خادم جمعیت علماء پاکستان، کورنگی، کراچی۔



وما ارسلنك الا رحمة للعالمين

جشن عید میلاد النبی

مبارک ہو

آئیے ایک مہذب معاشرے کی تعمیر کیلئے تعلیمات مصطفیٰ کو عام کریں۔

سر سبز و شاداب رکھیے

کورنگی ٹاؤن کو صاف رکھیے

منجانب:

محمد طارق خاں ایڈووکیٹ

ناظم کورنگی ٹاؤن

محمد اصغر قریشی ڈاکٹر مختار اے پلیجو

ٹاؤن میونسپل آفیسر کورنگی ٹاؤن

نائب ناظم کورنگی ٹاؤن

محکمہ اطلاعات و تعلقات عامہ

(ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن کورنگی ٹاؤن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَمَّا سَلَّمَ نَبَا حَلِيقَا



آفس نمبر 909 نائن فلور، کاشف سینٹر، نزد ہوٹل مہراں
شاہراہ فیصل، کراچی۔ فون: 4-021-5640111
فیکس: 021-5640110 موبائل 300-2044550
ای میل @victoriahousingervices.com

تعمیر تک
ٹوریہ مارو سٹنگ
وسز پرائیویٹ لمیٹڈ